منگنی، شادی کے متعلق پیش آنے والے

مسائل کا حل

از قلم

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

صدر مفتی و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

ناشر

جامعہ دارالاحسان

بارڈولی، کڑود، نواپور، ویارا، سونگڈھ

منگنی-شادی کے متعلق پیش آنے والے مسائل کا حل

از قلم

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
(صدر مفتی وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل)

ناشر

جامعہ دارالاحسان

بارڈولی، کڑود، ویارا، سونگڈھ، نواپور

تفصیلات

نام کتاب:............... منگنی-شادی کے متعلق پیش آنے والے مسائل کا حل

ازقلم:................ حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

کمپوزنگ:.............. مولوی شمعون احمد آبادی، مولوی محمد کولہاپوری

صفحات:.............................. ٦٤

ناشر:................ جامعہ دارالاحسان بارڈولی، کڑوڈ، ویارا، سونگڈھ، نواپور

ملنے کے پتے

۞ ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات 9913319190

۞ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند 9756202118

۞ مولانا عبیداللہ حاجی فلطجی (جامعہ دارالاحسان نواپور) 9377013828

۞ مجلس محمود، بڑی مسجد، مومن واڈ، صلابت پورہ، سورت 9979582212

۞ قاری عرفان گودھروی (جامعہ دارالاحسان بارڈولی) 9904074468

۞ مولوی یوسف آسنوی، سملک 9824096267

Scanned by CamScanner

فہرست

نمبر	عناوین	صفحہ
۱	نوجوانوں کے لیے ایک یادرکھنے کی بات	۷
۲	ایک عبرت آموز واقعہ	۸
۳	اسلامی منگنی	۱۱
۴	منگنی میں لین دین	۱۳
۵	منگنی کے بعد لڑکے لڑکی کا سلوک	۱۴
۶	مصنوعی نکاح	۱۷
۷	شریکِ حیات کا انتخاب	۱۹
۸	بیرون میں منگنی کا انتظار کرنا	۲۵
۹	لَو سے نکاح	۲۷
۱۰	دین داری دیکھ کر انکار کر دینا	۳۶
۱۱	پیغام کون دے؟	۳۸
۱۲	شادی میں ہونے والی برائیاں	۴۰
۱۳	شادی کے بعد کی پہلی رات	۵۰
۱۴	عصر حاضر کے فیشنی برقعے	۵۹

Scanned by CamScanner

باسمہٖ تعالیٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

اسلامی معاشرے کی بنیاد دو باتوں پر ہے: (۱) حیا و شرم (۲) سادگی۔ پاکیزہ معاشرے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اُترتی ہے۔ آج ہمارا معاشرہ بُرے رواجوں سے لبالب ہے، فضول خرچیوں نے ہماری تقریبات کو گناہوں سے بھر دیا ہے، ہر ہر تقریب انسان کے لیے قرض کے پہاڑ تلے دب جانے کا ذریعہ بن رہی ہے، غلط طریقے اپنانے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دُور ہوتی ہے، زندگی رنج و غم سے بھر جاتی ہے۔ آج ہماری شادیاں ایسے ایسے برے کاموں سے پَٹ چکی ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد دور ہوگئی ہے، اور زندگی میں جب پریشانیاں آتی ہیں تب ہم اِس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ: جادو کردیا ہے، جنات ہے، کسی نے کرادیا ہے، پلا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی تقریبات سنت کے مطابق انجام دیں تو ان شاء اللہ رحمت و سکون اور فرحت و انبساط والی زندگی نصیب ہوگی؛ لہٰذا فضول خرچی سے بچ کر غرباء کی مدد کریں۔

معاشرے میں پنپنے والی برائیوں سے متعلق کچھ سوالات تیار کیے گئے، سوال نامے کی تیاری میں محترم حاجی یوسف بھائی بارڈولی والا صاحب بھی تھے، میرے مرشدِ ثانی اور استاذ مشفق حضرت مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم نے جوابات تحریر فرمائے۔ یہ سوال جواب اصلاً گجراتی زبان میں تھے، اور گجراتی زبان میں الگ الگ رسائل کی شکل میں سالہا سال سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتے رہے، اب اُن تمام رسائل کو اردو کا جامہ پہنا کر یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ ترجمہ نگاری کا فریضہ مفتی طاہر

Scanned by CamScanner

صاحب سورتی زید مجدہٗ اور مولوی شمعون احمد آبادی نے انجام دیا ہے۔ فجزاھما اللہ تعالیٰ خیرا الجزاء في الدارین. اللہ تعالیٰ ہم سب کو پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا وخوشنودی حاصل ہونے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

(مفتی) محمود (صاحب) بارڈولی
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک

Scanned by CamScanner

نوجوانوں کے لیے ایک یادرکھنے کی بات

اکثر نوجوان کسی کے ساتھ معاشقہ کے تعلقات جوڑتے ہیں تو اُسے برا کام نہیں سمجھتے، حالاں کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ معاشقہ کے تعلقات قائم کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔
اکثر چار باتیں سوچ کر انسان گناہ کرتا ہے:

(۱) گناہ کرتے وقت انسان سوچتا ہے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، یہ بات بالکل غلط ہے، اللہ تعالیٰ انسان کو ہر جگہ ہر حالت میں دیکھ رہا ہے۔

(۲) انسان سمجھتا ہے کہ میرے گناہ کی کسی کو خبر نہیں، مَیں فون پر بات کروں، لَو لیٹر لکھوں، یا اشارہ کروں، کسی کو خبر نہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ دل کے راز بھی جانتا ہے، اور اللہ کے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہ کر اُس کی ایک ایک بات لکھتے ہیں۔

(۳) انسان کے دل میں ہوتا ہے کہ کسی دریا کنارے ہوٹل کے کمرے میں یا کسی کلب میں یا گھومنے پھرنے کی کسی جگہ جب مَیں کوئی گناہ کرتا ہوں تب کوئی تیسرا ہمارے ساتھ نہیں ہوتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

(۴) انسان گناہ کرتے وقت سوچتا ہے کہ، میرا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر انسان پر مکمل قدرت ہے اور وہ جب چاہے تب انسان کو پکڑ سکتا ہے۔
یاد رکھیے! ہر انسان کے تمام کاموں پر اللہ تعالیٰ نے چار گواہ رکھے ہیں، اور یہ

Scanned by CamScanner

چاروں گواہ انسان کے ہر ہر کام کی قیامت کے دن گواہی دیں گے:

(۱) اعمال نامے، یعنی وہ دفاتر جن میں انسان کی زندگی کی ہر ہر بات اور کام درج کیا جاتا ہے۔ گنہگار قیامت کے دن اِن دفاتر کو دیکھ کر گھبرا جائے گا۔

(۲) اللہ کے فرشتے۔

(۳) اعضائے بدن انسانی، اللہ تعالیٰ انسان کا منہ بند کر دیں گے اور جسم کا ہر ہر عضو اپنے ذریعے سے کیا ہوا ہر کام اللہ کے سامنے بولنے لگے گا۔

(۴) جس زمین پر رہ کر گناہ کیا ہے وہ زمین خود گواہ بنے گی۔

بھائیو! اب سوچو، انسان لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کسی اجنبیہ کو فون کرے یا باتیں کرے یا کوئی اَور گناہ کرے، اللہ کے چار گواہوں سے خود کو کیسے چھپا سکتا ہے؟ دنیا میں اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ پولیس محکمے کے لوگ اُس کے فون ٹیپ کر رہے ہیں، جاسوس اُس کے پیچھے پڑے ہیں، تم کہاں جاتے ہو؟ کیا کرتے ہو؟ یہ سب نوٹ کیا جاتا ہے، تو وہ شخص کتنی احتیاط سے زندگی گزارے گا! کہ کسی سرکاری جرم میں نہ پھنس جائے۔ تو بھائیو! سوچیے! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا انظام ہر ایک کے ساتھ ہے، پھر وہ کیسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے؟۔

ایک عبرت آموز واقعہ

ایک نوجوان حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے پاس آیا اور کہا کہ: حضرت! گناہ کرتا ہوں، گناہ چھوٹتے بھی نہیں اور عذاب کا ڈر بھی لگتا ہے، تو کوئی ایسا راستہ بتائیے کہ گناہ بھی کروں اور عذاب بھی نہ ہو۔ اللہ والے بڑے سمجھ دار ہوتے ہیں، دھکے دینے کے بجائے پیار سے سمجھاتے ہیں، حضرت نے فرمایا: ہاں! مَیں تجھے راستہ بتاتا ہوں۔ وہ نوجوان

Scanned by CamScanner

بہت خوش ہوگیا اور سننے کے موڈ میں آ گیا۔

پہلا راستہ: حضرت نے فرمایا کہ: ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں اللہ نہ دیکھتا ہو۔ نوجوان کہنے لگا: اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ دیکھتا ہے۔

دوسرا راستہ: دنیا میں جو روزی روٹی ہے وہ اللہ پیدا کرتے ہیں، اللہ کی روزی کھانا چھوڑ دے اور اللہ سے کہہ دے کہ: مَیں تیری روزی کھاتا نہیں اور تیری بات مانتا نہیں۔ وہ نوجوان کہنے لگا: حضرت! کھائے بغیر تو مَیں زندہ کیسے رہوں گا؟۔

تیسرا راستہ: حضرت نے فرمایا کہ: یہ زمین اور آسمان اللہ کی حکومت ہے، اُس کی حکومت میں رہ کر اُس کی نافرمانی کیسے ہوسکتی ہے؟ اگر گناہ کرنا ہی ہو تو اللہ کی زمین اور آسمان چھوڑ کر کسی دوسری زمین پر چلا جا۔ وہ نوجوان کہنے لگا کہ: حضرت! یہ ممکن نہیں۔

چوتھا راستہ: حضرت نے فرمایا کہ: جب موت کا فرشتہ آئے اُس سے وقت مانگ لینا، کہ مَیں نے آج تک گناہ کیے ہیں مجھے توبہ کے لیے کچھ وقت دیجیے۔ وہ کہنے لگا کہ: جب وقت آجاتا ہے تب موت کے فرشتے کسی کو ایک سیکنڈ کے لیے بھی آگے پیچھے نہیں ہونے دیتے۔

پانچواں راستہ: جب تجھے قبر میں دفن کردیا جائے تو سوال جواب کے لیے آنے والے فرشتوں کے لیے اعلان لگا دینا: ''بغیر اجازت داخلہ منع ہے''۔ وہ نوجوان کہنے لگا: حضرت! مَیں فرشتوں کو کیسے روکوں؟۔

چھٹا راستہ: حضرت فرمانے لگے کہ: بھائی! ایک راستہ تجھے بتاتا ہوں، قیامت کے دن تیرے اعمال نامے جب کھلنے لگیں اور فرشتے تجھے گھسیٹ کر جہنم میں لے جانے لگیں، تو تُو جم کر کھڑا ہوجانا اور فرشتوں سے کہہ دینا کہ: مَیں جہنم میں نہیں جاتا۔ وہ

Scanned by CamScanner

نوجوان کہنے لگا کہ: حضرت! میری کیا حیثیت ہے کہ مَیں فرشتوں کے سامنے اُڑ جاؤں؟۔
بس! تب حضرت فرمانے لگے کہ: بھائی! جب تیری کوئی حیثیت نہیں تو اِتنے بڑے اللہ کی نافرمانی تُو کس طرح کرتا ہے؟ وہ نوجوان کہنے لگا کہ: حضرت! مَیں سچی توبہ کرتا ہوں، اور آج کے بعد مَیں کسی نوع کا گناہ نہ کروں گا، اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزاروں گا۔

ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ گناہوں کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی شروع ہوجاتی ہے، کوئی بھی گناہ کرو پریشانی شروع ہوجاتی ہے، دل بے چین ہوجاتا ہے، رات کی نیند اُڑ جاتی ہے، کبھی اولاد کی طرف سے، کبھی بیوی کی طرف سے، نوکر کی طرف سے، کاروبار میں؛ کسی نہ کسی طریقے سے ڈپریشن اور ٹینشن کی زندگی گزرتی ہے۔

ایک بزرگ فرماتے تھے: تم جتنے چاہو گناہ کر کے دیکھو، اگر اللہ نے تمھاری زندگی کو جہنم نہ بنادیا تو کہنا۔ یعنی دنیا ہی میں ایسی بے چینی ہونے لگتی ہے جیسی جہنم میں۔ جولوگ آزاد زندگی گزارتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں، آپ سمجھتے ہیں کہ اُنھیں خوشیوں والی زندگی نصیب ہے؛ لیکن یہ سب اوپر اوپر کا ہوتا ہے، اُن کی بے چین راتیں، دل کی پریشانیاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ یا موت مانگتے ہیں یا موت کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو ہمیشہ اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہنا چاہیے، جوانی جیسی انمول نعمت کی قدر کر کے اُسے اللہ کی مرضی کے مطابق گزارنا چاہیے۔

مفتی محمود صاحب بارڈولی
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی منگنی

سوال: شریعت میں منگنی کسے کہتے ہیں؟ منگنی کیسی ہونی چاہیے؟ اب ہمارے علاقے میں منگنیاں بھی شادیوں جیسی ہونے لگی ہیں، بڑی بڑی دعوتیں ہوتی ہیں، مَردوں اور خواتین کی حاضری ہوتی ہے، اِس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: عربی زبان میں منگنی کے لیے لفظ "خِطْبَة" استعمال ہوتا ہے، جو مخاطبت اور خطاب سے مشتق ہے، اِس کا معنیٰ ہوتا ہے: بات چیت۔ اور خاص نکاح کی بات چیت کے لیے لفظ "خِطْبَة" استعمال ہوتا ہے۔ (المفردات:۱۵۰)

"قواعد الفقه" میں "التعريفات الفقهيه" کے تحت فرماتے ہیں: "الخطبة بالكسر طلب المرأة للزواج" (ص:۲۷۸) ترجمہ: نکاح کے لیے عورت کی منگنی کرنے کو خِطبہ کہتے ہیں۔

حاصل ایں کہ ایک فریق کی جانب سے دوسرے فریق کے سامنے نکاح کی تجویز رکھے جانے کو "منگنی" کہا جاتا ہے۔ جب فریقِ ثانی اُس تجویز کو منظور کر لیتا ہے تو منگنی کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔ از روئے شرع اِس کی حیثیت ایک وعدے کی ہے، کسی عذرِ شرعی کے بغیر اُسے توڑنا گناہ ہے۔

آں حضور ﷺ کے عہدِ مبارک میں جیسے نکاح میں سادگی تھی، ویسے ہی منگنی میں بھی سادگی تھی، اور تب منگنی حقیقی معنوں میں منگنی تھی، کسی نوع کا لین دین یا رسم و رواج کی پابندی نہیں تھی۔

اِس سے قبل ایک جواب میں تحریر کرچکا ہوں کہ: حضرت عمر ﷛ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی بیوگی اور اختتامِ عدت کے بعد حضرت عثمان ﷛ اور حضرت ابوبکر کے سامنے اُن کے نکاح کی تجویز رکھی تھی، اُس میں کسی رسم کی پابندی نہیں کی تھی۔

حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام لے کر مَیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ کے سامنے بیٹھا تو خاموش ہوگیا، بخدا آں حضرت ﷺ کے رعب وجلال کی وجہ سے کچھ بول نہ سکا، خود آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیسے آئے ہو؟ کیا کوئی کام ہے؟ مَیں خاموش رہا، تب آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم فاطمہ کی منگنی کرنے کے لیے آئے ہو؟ مَیں نے عرض کیا: جی ہاں۔ (البدایہ والنھایہ ۳/۳۴۶) جسے بہ اذنِ خداوندی قبول فرمالیا گیا۔ بس زبانی طور پر سب کچھ طے ہوگیا، نہ لوگ اکٹھا ہوئے اور نہ کوئی اہتمام ہوا۔ (معاشرتی مسائل، ص: ۷۵)

لہٰذا منگنی کے لیے سب کو جمع کرنا، بڑی تعداد میں مَردوں اور عورتوں کی حاضری، اُن کی دعوت وغیرہ شرعاً ضروری اور پسندیدہ نہیں؛ بلکہ خواتین کی موجودگی جن خرابیوں کو پیدا کرتی ہے وہ ظاہر وباہر ہے، اِس سے بچنا ضروری ہے۔

Scanned by CamScanner

منگنی میں لین دین

سوال: اب منگنیوں میں لین دین بہت ہی زیادہ ہونے لگا ہے، مثلاً: بڑی تعداد میں کپڑے، انگوٹھی، گھڑی وغیرہ لیا دیا جاتا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں عموماً یہی ہوتا ہے کہ، اگر کسی وجہ سے منگنی ٹوٹ جائے تو منگنی میں چڑھائی ہوئی چیزیں واپس کردی جاتی ہیں۔

الجواب: شریعت نے نکاح کے لیے تو مہر کو ضروری قرار دیا ہے؛ لیکن منگنی کے لیے لین دَین کو ضروری یا مستحب نہیں بتایا ہے؛ لہٰذا اِس موقع پر کیا جانے والا لین دَین شرعاً ثابت نہیں، اِس سے بچنا چاہیے؛ بلکہ جو لین دَین نام ونمود کی خاطر کیا جاتا ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔

یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ بہ وقتِ منگنی دی ہوئی اشیاء منگنی ٹوٹنے کی صورت میں واپس کردی جاتی ہیں، دو شرطوں کے ساتھ درست ہے: ایک یہ کہ وہ چیز جوں کی توں موجود ہو، ختم نہ ہوگئی ہو۔ دوسری یہ کہ، اگر لڑکی والوں نے انکار کیا ہو تو ہی اُن سے واپس لیا جائے، اور اگر انکار نہ کیا ہو تو اُن سے کچھ واپس نہیں لیا جاسکتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۹۳،۲۹۴)

غرضیکہ اگر فریقین نے باہمی رضامندی سے منگنی توڑی ہو تو دونوں ایک دوسرے کی اشیاء واپس کردیں، اور اگر انکار ایک ہی فریق کی جانب سے ہو تو انکار کرنے والے کے پاس سے واپس لی جائیں، دوسرے فریق سے نہیں۔

Scanned by CamScanner

منگنی کے بعد لڑکے لڑکی کا سلوک

سوال: منگنی کے وقت امام مسجد یا کسی عالمِ دین کو بلا کر دعا وغیرہ کروانا کیسا ہے؟

الجواب: شرعاً منگنی مکمل ہونے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں، کوئی شخص تبرکا کسی عالم یا بزرگ سے دعا کروائے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر رسم ورواج کی پابندی کے طور پر ایسا کرتا ہے تو بدعت ہے۔

سوال: منگنی کے بعد لڑکے لڑکی کا باہمی معاملہ بہت ہی بڑھ جاتا ہے؛ بلکہ ایسے رہنے لگ جاتے ہیں جیسے شادی ہوگئی ہو، مثلاً منگنی کے بعد خط وکتابت، فون پر بات چیت، بالمشافہہ بات چیت، ملاقاتیں، ساتھ میں گھومنے جانا وغیرہ۔

نیز بعض جگہوں پر منگنی کے بعد عید وغیرہ تہواروں کے مواقع پر لڑکے کو دعوتِ طعام دی جاتی ہے، اور اُس وقت لڑکی کے والدین اپنے ہونے والے داماد کو کپڑوں کا جوڑا ہدیہ دیتے ہیں، اور اکثر لڑکی کی ماں اپنے بننے والے داماد کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ سے گھڑی پہناتی ہے، یا اپنے ہاتھ سے ہدیہ دیتی ہے، اور لڑکی کے والدین خود ہی لڑکے لڑکی کو خلوت کا موقعہ فراہم کرتے ہیں، اِس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: منگنی محض وعدۂ نکاح ہے، نکاح نہیں، جیسے قبل از نکاح دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں، منگنی کے بعد بھی یہی حکم باقی رہتا ہے؛ لہٰذا منگنی کے بعد بھی لڑکا لڑکی کے لیے اور لڑکی لڑکے کے لیے، حرام ہی ہے، دونوں کا باہم خط وکتابت کرنا، فون پر بات چیت کرنا، ساتھ میں گھومنے جانا اور خلوت میں ملنا؛ یہ تمام باتیں حرام اور ناجائز ہیں۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۵/۴۴)

عید اور تہوار وغیرہ کے مواقع پر دعوتِ طعام تو دی جاسکتی ہے، اور نام ونمود کے بغیر خلوصِ قلب سے کوئی ہدیہ تحفہ لڑکی کے والدین ہونے والے داماد کو دینا چاہیں تو وہ بھی دیا جاسکتا ہے؛ لیکن لڑکی کی ماں ابھی اپنے ہونے والے داماد کے لیے اجنبیہ ہے، اُس کا لڑکے کے ساتھ مشافہۃً بات چیت کرنا، بے پردہ ملنا، گھڑی پہنانا (جس میں اُس کے بدن کو مَس بھی کرنا پڑتا ہے) جائز نہیں؛ بلکہ اگر لڑکی کی ماں جوان ہو تو شادی کے بعد بھی داماد سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ لڑکی کے والدین کا منگنی کے بعد اپنی بیٹی کو ہونے والے داماد کے ساتھ بات چیت اور خلوت کا موقعہ دینا ناجائز اور گناہ ہے، اِس سے بچنا ضروری ہے۔

سوال: بیرونی ممالک میں جو رشتے ہوتے ہیں، اُن میں منگنی کے بعد لڑکے لڑکیوں میں خط وکتابت بڑوں کی جانب سے ہی کروائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ: خط وکتابت کا یہ ریکارڈ برائے حصولِ ویزا ہائی کمشنر کو بتانا ضروری ہے، نیز دونوں کا ویڈیو ساتھ میں اُتارا جاتا ہے، دونوں کو شادی کے جوڑے میں دِکھایا جاتا ہے؛ پھر اِسی انداز کی تصاویر لی جاتی ہیں، بسا اوقات کسی ڈاڑھی والے کے جعلی نکاح پڑھانے کا ویڈیو لیا جاتا ہے۔ یہ سب کرنے کا مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ انٹرویو میں سہولت اور ویزا حاصل کرنے میں آسانی رہے، اِن اُمور کا حکم شرعی کیا ہے؟

الجواب: جیسا کہ اوپر بتادیا: منگنی کے بعد بھی لڑکا لڑکی ایک دوسرے کے لیے اجنبی اور حرام ہی رہتے ہیں، تو پھر دونوں میں باہمی خط وکتابت جاری کروانا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟ اگر ویزا کے لیے یہ سب ضروری ہے تو دونوں کا نکاح پڑھادیا جائے، اِس کے بعد خط وکتابت کروائی جائے۔ جاننے والے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے، بسا اوقات خط وکتابت کی نقول پیش کرنے کے بعد بھی ویزا نہیں ملتا، اور بعض

Scanned by CamScanner

اوقات اِن کے بغیر بھی ویزا مل جاتا ہے۔ جو حقیقتِ واقعہ ہو وہ پیش کردی جائے اور نتیجہ پر راضی رہا جائے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے حاصل کردہ ویزا دین و دنیا میں کتنا سودمند ہوسکتا ہے، یہ ایک مؤمن کے لیے قابلِ غور ہے:

اے طائرِ لاہوتی! اُس رزق سے موت اچھی		جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جب خط وکتابت کی اجازت نہیں، تو پھر ویڈیو کیسٹ کے ذریعے تصاویر تیار کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ تصویر کھینچنا اور کھنچوانا حرام اور گناہ ہے۔ حدیث پاک میں اِس پر وعید شدید وارد ہوئی ہے۔ اور جعلی طور پر ڈاڑھی والی شخصیت کو نکاح پڑھاتے بتانا تو دھوکہ بازی اور فریب، نیز جھوٹ بھی ہے۔ اور اِن جھوٹی تقریبات کا انجام یہ آئے گا کہ سچے حقائق پر سے بھی اعتماد اُٹھ جائے گا، یہ نتیجہ ہے دِین سے دوری اور دنیا کی اندھی محبت کا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔

Scanned by CamScanner

مصنوعی نکاح

سوال: ویزا میں آسانی کے لیے مصنوعی نکاح کیا جاتا ہے، مثلاً نکاح کے سرٹیفکٹ پر، یا کسی چھوٹے دیہات میں جا کر جماعت (برادری) کا نکاح سرٹیفکٹ لا کر اُس پر لڑکے لڑکی کی دستخطیں لی جاتی ہیں؛ نیز گواہوں اور نکاح پڑھانے والے کی جعلی دستخط وغیرہ کرائی جاتی ہے، تو اِس کا کیا حکم ہے؟ نیز سول میرِج کروانا، اور اُسے عارضی نکاح سمجھنا، اور ویزا نہ ملنے پر بیرون سے آئے ہوئے شخص کا واپس چلے جانا، اور نکاح کے متعلق وضاحت نہ ہونا وغیرہ۔ کیا اِس طرح مصنوعی نکاح یا سول میرج کروانا شرعاً درست ہے؟ اِس کا کیا حکم ہے؟ بعض جگہوں پر نہ بناوٹی نکاح کیا جاتا ہے نہ سول میرج؛ بلکہ ہونے والے شوہر کے نام سے لڑکی کا پاسپورٹ بنوا کر ویزا کی کارروائی شروع کر دی جاتی ہے، اِس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جعلی نکاح میں اگر ایک ہی مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں لڑکے اور لڑکی سے ایجاب وقبول کے الفاظ (مثلاً لڑکی کہے: مَیں نے اپنی ذات فلاں کے نکاح میں دی، اور لڑکا کہے: مَیں نے اپنے نکاح میں قبول کی) کہلوائے گئے ہیں، تو حقیقۃً نکاح ہو گیا، اور دونوں ایک دوسرے کے میاں بیوی بن گئے، اب جب تک وہ لڑکا طلاق نہ دے یا کسی ایک کا انتقال نہ ہو، تب تک نکاح باقی سمجھا جائے گا، اور اگر مذکورہ بالا طریقے سے ایک مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے الفاظ نہ کہلوائے گئے ہوں، صرف نکاح کے سرٹیفکٹ پر اُن کی اور گواہوں وغیرہ کی جعلی دستخطیں ہی کروائی گئی ہوں، تو

ایسا کرنے سے نکاح تو نہیں ہوتا؛ لیکن ایسا کرنا بوجہ فریب اور جھوٹی کارروائی ہونے کے ناجائز اور حرام کہا جائے گا، اِس سے بچنا ضروری ہے۔

سول میریج میں اگر حسبِ مذکورہ بالا کورٹ میں لڑکا لڑکی ایجاب وقبول کے الفاظ جج کے سامنے بولتے ہیں، اور اُس مجلس میں دو مسلمان مرد، یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں موجود ہیں جو لڑکے اور لڑکی کے ایجاب وقبول کو سن رہے ہیں، تو نکاح منعقد ہو جائے گا، اور دونوں ایک دوسرے کے میاں بیوی شمار ہوں گے۔ اِس صورت میں جب تک لڑکا طلاق نہ دے، یا دونوں میں سے کسی ایک کی موت نہ ہو، تب تک نکاح باقی رہے گا۔ لہٰذا بیرون سے آئے ہوئے شخص کا اُس سے متعلق وضاحت کیے بغیر واپس چلا جانا صحیح نہیں، اِس کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، مثلاً: لڑکا جب تک طلاق نہ دے اور عدت پوری نہ ہو جائے تب تک لڑکی کسی اَور کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی، اور اگر کرے گی تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا؛ بلکہ وہ پہلے شوہر ہی کے نکاح میں ہے، جو اولاد ہوگی وہ پہلے شوہر کی شمار ہوگی۔ اِسی طرح اگر لڑکے کے طلاق دینے سے پہلے کوئی ایک مرجائے تو زندہ رہنے والے کو مرنے والے کے مال میں بہ حیثیت شوہر یا بیوی حقِ میراث حاصل ہوگا۔

جب تک نکاح نہ ہو تب تک دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہی ہیں؛ لہٰذا نکاح ہوئے بغیر لڑکی کے پاسپورٹ اور ویزا کی کارروائی ہونے والے شوہر کے نام سے نہیں کرنی چاہیے، اگرچہ ایسا کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوجاتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ

۱۴۱۷/۴/۲ھ

شریک حیات کا انتخاب

سوال: ہمارے یہاں جب لڑکا یا لڑکی جوان ہوتے ہیں تب ماں باپ شادی کی فکر کرتے ہیں، اکثر و بیشتر والدین اور لڑکا لڑکی بھی مال داری، خوب صورتی اور فیشن وغیرہ اُمور مدِ نظر رکھ کر انتخاب کرتے ہیں۔ تو شادی کے لیے مال و جمال اور حسب و خاندان وغیرہ اُمور کا مدنظر رکھنا والدین کے لیے کیسا ہے؟

الجواب: نکاح کے لیے لڑکے یا لڑکی کے انتخاب کے لیے کیا معیار ہونا چاہیے؟ اسلام نے اِس سلسلے میں بہت واضح ہدایات دی ہیں، اور وہ معیار سامنے رکھا جس سے نکاح کے فوائد اور مقاصد کے حصول میں مدد ملے، اور زوجین کی زندگی خوش گوار سے خوش گوار تر بن جائے، ایک دوسرے کے حقیقی رفیق اور خیر خواہ بنیں۔ اِن مقاصد کا حاصل ہونا نہ ہونا زیادہ تر؛ بلکہ تمام تر عورت کے مزاج اور اُس کے اوصاف پر موقوف ہے، اگر وہ اُن خوبیوں اور اوصاف سے آراستہ ہے جو اچھی زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں، تو دونوں کی زندگی خوش گوار، قابلِ رشک اور اُن کی دنیا بھی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اچھی عورت کو دنیا کی بہترین نعمت قرار دیا گیا:

"إنما الدنيا متاع، وليس من متاع الدنيا أفضل من المرأة الصالحة" : پوری دنیا بس وقتی نفع پہنچانے والی چیز ہے، اور دنیا کی نفع بخش چیزوں میں نیک اور اچھی عورت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابن ماجہ، ص:۱۳۴)

ایک اور موقع پر اچھی عورت کے اوصاف ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہوئے

Scanned by CamScanner

رسول اللہ ﷺ نے اُسے سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والی نعمت فرمایا: ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ خیراً لہٗ من زوجۃ صالحۃ، إن أمرھا أطاعتہ، وإن نظر إلیھا سرتہ، وإن أقسم علیھا أبرتہ، وإن غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا ومالہٖ.
(مشکوٰۃ ص:۲۶۸۔ابن ماجہ ص:۱۳۵) مومن کوتقویٰ کے بعد سب سے زیادہ اچھی بیوی سے فائدہ پہونچتا ہے، (اور اچھی بیوی کے اوصاف یہ ہیں:) جو شوہر کے حکم کی فوراً تعمیل کرتی، شوہر کو اُس کی طرف دیکھ کر خوشی حاصل ہوتی، اُس پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھالے تو وہ اُسے پورا کردیتی، نیز شوہر کی عدمِ موجودگی میں اُس کے مال کو ضائع نہیں کرتی اور اپنی ذات سے بھی اُسے کسی طرح کا رنج نہ پہنچنے دیتی ہو۔

عام طور پر انسان اپنی کوتاہ اندیشی اور جذبات سے مغلوبیت کی بنا پر حسنِ صورت کو حسنِ سیرت پر ترجیح دیتا، اور ایسی عورت سے نکاح کرنے کا زیادہ خواہش مند نظر آتا ہے جو شکل وصورت میں ممتاز ہو، حالاں کہ یہ بہت جلد متغیَّر؛ بلکہ زائل ہوجانے والا وصف ہے، اور زائل نہ ہو تب بھی اُس کا فائدہ بہت محدود اور وقتی ہوتا ہے؛ اس لیے عقل ودانش اور دُور بینی کا تقاضہ یہ نہیں کہ بس شکل وصورت پر ایسی نظر ہو کہ باقی دوسرے اوصاف کی اہمیت نہ رہ جائے، شارع علیہ السلام نے اِس بارے میں بھی کس قدر بلیغ انداز میں رہنمائی فرمائی ہے: "تنکح المرأۃ لأربع: لمالھا، ولحسبھا، وجمالھا، فاظفر بذات الدین" (بخاری ۷۶۲/۲) عورت سے نکاح کرنے کی رغبت (عموماً) چار چیزوں کی بنا پر ہوتی ہے: دولت، خاندان، وَجاہت، خوبصورتی (اور دِین داری) تم دین دار عورت سے نکاح کرنے میں کامیاب ہوجاؤ۔ یعنی دین دار عورت سے نکاح کرو یہی بڑی کامیابی ہے۔

Scanned by CamScanner

حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ قابلِ ترجیح وصف دِین داری ہے، جس شخص کو دِین دار بیوی مل جائے وہ بڑا خوش نصیب اور اُس کی زندگی کامیاب ہے؛ کیوں کہ حقیقی دِین داری عورت کو تمام حقوق ادا کرنے، برائیوں سے بچنے اور ہر قسم کی خیر خواہی پر آمادہ کرے گی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شوہر کی اطاعت، اپنی عصمت کی حفاظت، مال ومتاع کی نگرانی، خرچ میں کفایت شعاری، اولاد کی تربیت اور شوہر کی خیر خواہی وغیرہ تمام کام بہ اَحسنِ اُسلوب انجام دے گی۔ خلاصہ یہ کہ وہ اُن تمام خوبیوں کی حامل ہوگی جو ایک بہترین رفیقۂ حیات میں مطلوب ہوتی ہیں، اِن ہی اوصاف کی بنا پر (عربوں میں) قریش کی نیک عورتوں کو آں حضرت ﷺ نے بہترین خواتین قرار دیا ہے: ”خیر نساء ركبن الإبل صالح نساء قريش أحناه علىٰ ولدفي صغره وأرعاه علىٰ زوج في ذات يده“ (بخاری ۲/ ۷۶۰): عربوں میں سب سے بہتر قریش کی نیک عورتیں ہیں، کہ وہ بچوں پر نہایت شفیق (اُن کی پرورش کرنے میں بہت مستعد) اور شوہر کے مال اور ذاتی اَملاک کی بہت دیکھ بھال کرتی ہیں۔

ایک موقع پر وعظ ونصیحت کے انداز میں عورتوں کو پسندیدہ اوصاف اپنانے کی اِس طرح اہمیت جتائی: ”المرأة إذا صلت خمسها وصامت شهرها وأحصنت فرجها و أطاعت بعلها، فلتدخل من أيّ أبواب الجنة شاء ت“ (مشکوٰۃ ص: ۲۸۱) عورت جب کہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہو، پورے رمضان کے روزے رکھتی ہو، شرمگاہ کی حفاظت اور شوہر کی فرماں برداری کرتی ہو، تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے بھی چاہے داخل ہو جائے۔

ایک مرتبہ آں حضرت ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ: بہترین بیوی کونسی ہوتی ہے؟

Scanned by CamScanner

آپ ﷺ نے فرمایا: "التي تسره إذا نظر، وتطيعه إذا أمر، ولا تخالفه في نفسها ولا في ماله بما يكره" (مشکوٰۃ، ص ۲۸۳) جسے دیکھ کر شوہر کو خوشی ہو، شوہر کے ہر حکم کی تعمیل کرے، اور اپنی ذات اور شوہر کے مال میں کوئی کام ایسا نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

جس طرح بیوی کے انتخاب میں دین داری کو ترجیحی وصف قرار دیا گیا ہے، اِسی طرح شوہر کا بھی یہی وصف لائقِ ترجیح بتایا گیا ہے؛ کیوں کہ دین داری اور خدا کا خوف اُس کو بیوی کے حقوق ادا کرنے پر جس درجہ آمادہ کرسکتا ہے دوسری کوئی چیز نہیں کرسکتی۔ بیوی کو شادی کے بعد اصل شکایت شوہر سے یہی ہوتی ہے کہ وہ زیادتی کرتا اور اُس کے حقوق پوری طرح ادا نہیں کرتا ہے؛ اِس لیے جس کا شوہر تمام حقوق ادا کرتا ہو وہ خوش نصیب، اور اُس کی زندگی کامیاب اور قابلِ رشک خیال کی جاتی ہے، اور ایسا شخص بہترین شوہر سمجھا اور کہا جاتا ہے۔

اِس موقع پر جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصریؒ کا ایک نہایت حکیمانہ مشورہ نقل کردینا مناسب؛ بلکہ ضروری معلوم ہورہا ہے، جسے ملا علی قاریؒ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں نقل کیا ہے:

تابعی جلیل حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا: حضرت! میری لڑکی کے لیے مختلف لوگوں کی طرف سے پیغامات آرہے ہیں، آپ سے مشورے کا طالب ہوں کہ کس شخص سے اُس کا نکاح کروں؟ موصوف نے فرمایا: بس ایسے شخص سے نکاح کرنا جو اللہ سے ڈرتا ہو، پھر یہ حکمت بیان فرمائی: فإنه إن أحبها أكرمها وإن أبغضها لم يظلمها. (مرقات ۱۰۲/۳) کیوں کہ اگر وہ اُسے پسند کرے گا تب تو قدر کرے ہی گا، ناپسند کرنے کی صورت میں بھی ظلم نہیں کرے گا۔

Scanned by CamScanner

اصل مسئلہ ناپسند ہونے یا توافقِ طبع نہ ہونے کی صورت میں پیدا ہوتا ہے، اور اِس کا اِمکان بہر حال رہتا ہے کہ کسی وقت بھی ایسی صورت پیش آجائے، دین دار شوہر ایسی حالت میں بھی دل آزاری نہیں کرے گا اور ظلم نہیں ڈھائے گا، اِس کے برخلاف خدا کا خوف اُس میں نہیں ہے تو اُسے زیادتی کرنے اور ستانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

نبی اکرم ﷺ نے دین داری کو ترجیحی وصف بتانے کے ساتھ بعض دوسرے اوصاف کی قباحتیں بھی بیان فرمائی ہیں، مثلاً فرمایا: لاتتزوجوا النساء لحسنهن فعسیٰ حسنهن أن يرديهن، ولاتتزوجوا النساء لمالهن فعسیٰ أموالهن أن تطغيهن، ولكن تزوجوهن علىٰ الدين .(ابن ماجہ، ص ۱۳۵) محض خوب صورتی کی وجہ سے کسی عورت سے نکاح نہ کرنا؛ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ حسن اُس کے لیے تباہی و بگاڑ کا ذریعہ بن جائے، محض مال و دولت کی وجہ سے بھی نکاح نہ کرنا؛ کیوں کہ مال سے عموماً سرکشی آجاتی ہے، (کیوں کہ مال دار بیوی نادار شوہر کی اطاعت کرنے کے بجائے اکثر اُسے اپنا خادم سمجھنے لگ جاتی ہے) بس دین داری کی بنا پر شادی کرو۔

ایک اَور حدیث کے اندر دوسرے انداز میں مال و جاہ کی مضرّتیں بتائی گئی ہیں:

من تزوج لعزها لم يزده إلا ذلاً، ومن تزوجها لمالها لم يزده إلا فقراً، ومن تزوجها لحسبها لم يزده إلا دناءة، ومن تزوج امرأة لم يرد بها إلا أن يغض بصره ويحصن فرجه أو يصل رحمه بارك الله له فيها وبارك لها فيه .(رواہ الطبرانی فی الاوسط، فتح القدیر ۲/ ۵)

جو شخص عزت کے حصول کے لیے کسی عورت سے نکاح کرے گا اُس کی ذلت میں اِضافہ ہوگا۔ جو شخص صرف مال کی بنا پر شادی کرے گا اُس کے فقر میں اِضافہ ہوگا۔

Scanned by CamScanner

اور جو خاندانی شرافت کی بنا پر کسی عورت سے نکاح کرے گا (اور مقصد یہ ہو کہ اُسے بھی لوگ شریف سمجھنے لگ جائیں) اُس کی عزت بڑھے گی نہیں، گھٹے گی۔ ہاں! جس شخص کا نکاح کرنے سے مقصد یہ ہو کہ اُس کی زندگی پاکیزہ ہو جائے، یا وہ رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کر سکے، تو ایسا نکاح دونوں کے واسطے باعثِ خیر و برکت ہوگا۔

اِن ہدایات کے ساتھ شارع ﷺ نے ایک نہایت قابلِ غور اور ہر ہوش مند کو چونکا دینے والی، یہ آگاہی بھی دی ہے:

إذا خطب إليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه، إلا تفعلوا تكن فتنة في الأرض وفساد عريض. (ترمذی ۱/۱٤۸)

جب کسی ایسے شخص کی طرف سے پیغام آجائے جس کے اخلاق و دین سے تم مطمئن ہو، تو (فوراً) شادی کر دو؛ ورنہ زمین کے اندر عظیم فتنہ و فساد برپا ہوگا۔

اِن تمام ہدایات، خاص طور پر آخری ہدایت کی پابندی کرنے اور اُن پر عمل کرنے کا نتیجہ دنیا میں بھی نہایت خوش گوار اور اطمینان کی زندگی مُیسّر آنے کی شکل میں ظاہر ہوگا؛ کیوں کہ عورت و مرد۔ خاص طور پر عورت۔ کی جن خوبیوں کی بنا پر نکاح کرنا پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اُن کا قدرتی نتیجہ ہوگا۔ عِلاوہ ازیں غیر جانب دارانہ طور پر غور و فکر کے بعد یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ، جن صفات کو اِس بارے میں مطلوب قرار دیا گیا ہے اُن سے زیادہ بہتر صفات کا پتہ چلانے میں عقلِ انسانی مشکل ہی سے کامیاب ہو سکے گی، اور مال و جاہ والوں کے پیام کی اُمید میں لڑکیوں کی شادی نہ کرنے سے جو جو فساد پھیل سکتے یا پھیلتے ہیں اُن کا انکار آج کسی باخبر کے لیے ممکن ہی نہیں رہا۔ (معاشرتی مسائل ص: ۵۳تا۵۸)

بیرون میں منگنی کا انتظار کرنا

سوال: ساتھ ہی آج اپنے گجرات، خصوصاً جنوبی گجرات میں حالت یہ ہے کہ، بیرون ممالک سے پیغامات آنے کا انتظار کیا جاتا ہے، اور بہت سی جگہوں پر ایسا کرنے میں لڑکے اور لڑکی کی عمر بہت بڑی ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے بہت سی برائیاں وجود میں آتی ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب: حدیث پاک میں ہے: حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں دیر نہ کی جائے: (۱) نماز جب اُس کا وقت ہو جائے (۲) جنازہ جب آ جائے (۳) بے نکاح شخص (مرد ہو یا عورت) جب اُس کا جوڑا مل جائے۔ (مشکوٰۃ ص: ۶۱) جواب نمبر ایک میں لڑکے لڑکی کے انتخاب کے معاملے میں شریعت کا بیان کردہ معیار مفصّل ذکر کر دیا ہے؛ لہٰذا اولیاء کی ذمے داری ہے کہ، جب لڑکا لڑکی نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں فوراً ہی اُن کے لیے مناسب جوڑا پسند کر کے جلدی سے اُن کا نکاح کرا کے اپنی ذمّے داری سے سبکدوش ہو جائیں، اور لڑکے اور لڑکی کے لیے بھی باعفّت وعصمت پاکیزہ زندگی گزارنے کی راہ ہموار کر دیں۔

مالی حیثیت اتنی ہے کہ مہر ادا کر کے عورت کا نان نفقہ برداشت کر سکتا ہے، اور نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہونے کا یقین ہے تو ایسی صورت میں نکاح کرنا واجب اور ضروری ہے۔ (شامی ۲/۲۶۳)

بیرونِ ممالک کے پیغام کا انتظار کر کے لڑکے اور لڑکی کے نکاح میں تاخیر کر کے

Scanned by CamScanner

اُنھیں بدکاری کی جانب دھکیلنا، والدین واولیاء کے لیے سخت گناہ ہے، اِس طرح تاخیر کرنے کی وجہ سے جتنے گناہ اور بدیاں وجود میں آئیں گی، اُن کی پوری ذمّے داری بڑوں کی ہے۔

ہرمومن کے ایمان کا ایک جزء تقدیر پر ایمان بھی ہے، اِس کے بغیر کوئی مومن نہیں ہوتا، حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جب بچے کو رحمِ مادر میں چار ماہ گزر جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اُس کا عمل، عمر، روزی اور نیک بخت ہے یا بد بخت لکھ دیتا ہے، اِس کے بعد بچے میں رُوح پھونکی جاتی ہے؛ لہٰذا اُس کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے، روزی کی فکر کر کے اُس کی زندگی کو عذاب بنا دینا دانش مندی نہیں ہے۔ اور کیا بیرون بھیجا جانے والا ہر لڑکا لڑکی خوش ہی ہوتے ہیں؟ جب ایسا نہیں ہے؛ بلکہ تجربہ تو کچھ اَور ہی کہہ رہا ہے، تو پھر ایک موہوم اُمید پر نظر رکھ کر یقینی اور حقیقی نقصانات مول لینا دنیوی نقطۂ نظر سے بھی حماقت ہے۔

Scanned by CamScanner

لَو سے نکاح

سوال: آج کا دَور جسے نیا اور ترقی کا زمانہ کہا جاتا ہے، آج کے لڑکے لڑکیاں شادی کے سلسلے میں اپنے بڑوں سے مشورہ کرنے یا اُن کی پسند معلوم کرنے کو قدامت سمجھنے لگے ہیں، اور شریکِ حیات کا انتخاب خود ہی کرنے لگے ہیں، اور اُس کے لیے پیار، محبت، خفیہ تعلّقات اور خفیہ خط وکتابت وغیرہ کا سہارا لیا جاتا ہے، تو کیا اِس طرح انتخاب کرنا اور والدین کو نظر انداز کردینا صحیح ہے؟

بہت سے نوجوان بھائی بہن یہ کہتے ہیں کہ: زندگی ہمیں گزارنی ہے، اِس میں بڑوں کی دَخل اندازی کیا معنیٰ رکھتی ہے؟ بعض مقامات پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ، بہت سے والدین- جو خود کو ماڈرن کہلواتے ہیں- اپنے لڑکے لڑکی کو رشتہ پسند کرنے کے معاملہ میں آزادی دے دیتے ہیں، اور اِس میں خاص طور پر لَو (Love) وغیرہ تدبیریں اپنانے کے معاملے میں چشم پوشی بھی کرتے ہیں، اِس سلسلے میں رہنمائی فرمایئے گا؟

الجواب: اللہ تعالیٰ نے اِس کائنات کی تخلیق فرما کر انسان کو یہاں بسایا، اور خدائی فیصلہ ہے کہ تا قیامِ قیامت یہ انسانی مخلوق دنیا میں آباد رہے، اور اُس کے لیے توالد وتناسُل کا سلسلہ جاری رہنا ضروری ہے۔ دیگر مخلوقات کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ، اُسے اپنی زندگی گزارنے کے معاملے میں آزاد ومختار نہیں چھوڑا؛ بلکہ ایک قانون بہ شکلِ شریعت نازل فرما کر اُسے اُس کا پابند بنایا ہے، اِسی وجہ سے اپنے جنسی جذبات وخواہشات کی تکمیل کے لیے بھی اُسے دوسرے جانوروں کی طرح اپنی مرضی ومنشا کے مطابق معاملہ کرنے کی اجازت نہیں؛ بلکہ ایک مکمل معاشرتی

Scanned by CamScanner

ڈھانچہ قائم فرمایا۔ اور اِسی معاشرتی ڈھانچے کے ایک جُزو کے طور پر نکاح سے متعلق جملہ پہلوؤں پر مشتمل ومحیط احکامات دیے، اُس میں ایک شعبہ حقوق کا بھی رکھا ہے، اِس میں والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، شوہر کے حقوق، بیوی کے حقوق، دوسرے رشتے داروں (دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن وغیرہ) کے حقوق، اور پڑوسیوں کے حقوق وغیرہ وغیرہ ہیں، اور ہر ایک پر دوسروں کے جو حقوق ہیں اُن کی ادائیگی سے بھی اُنھیں واقف کیا، یہاں تک کہ اگر ایک فریق نے دوسرے فریق کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو، بالکل ادا ہی نہ کیے ہوں، تب بھی دوسرے فریق کو اِس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ فریقِ اول کی حق تلفی کرے، اور فطری طور پر باہم جذبات ومحبت کے وہ تعلق پیدا فرمادیے کہ خود بہ خود ہی وہ بھی دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کے لیے آمادہ ہوجائے، مثلاً ماں باپ کے دلوں میں اولاد کی، اور اولاد کے دلوں میں ماں باپ کی ایسی محبت، لاڈ پیار بھر دیا کہ دونوں فطرۃً ہی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں، اور پھر شرعی احکامات کے ذریعے اِس ادائیگی کو مزید تقویت پہنچائی۔

قرآنِ پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور اپنے حقوق کے ساتھ ہی والدین کے حقوق کو ذکر فرمایا، جس میں اِس طرف بھی اشارہ ہے کہ حقیقت اور اصل کے اعتبار سے تو سارے احسانات وانعامات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں؛ لیکن ظاہری اسباب کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ احسانات انسان پر اُس کے والدین کے ہیں؛ کیوں کہ عام اسباب میں وہی اُس کے وجود کا سبب ہیں، اور آفرینش سے لے کر اُس کے جوان ہونے تک جتنے کٹھن مراحل ہیں اُن سب میں بہ ظاہر اسباب ماں باپ ہی اُس کے وجود اور پھر اُس کے بقاء وارتقاء کے ضامن

Scanned by CamScanner

ہیں۔(معارف القرآن ۲/۴۰۹)

رسولِ کریم ﷺ کے ارشادات میں جس طرح والدین کی اطاعت اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکیدات وارد ہیں، اِسی طرح اُس کے بے انتہا فضائل اور درجات ثواب بھی مذکور ہیں۔(معارف القرآن ۲/۴۱۰)

نکاح صرف دو افراد کے باہمی تعلّق کا نام نہیں؛ بلکہ دو خاندانوں کے باہمی تعلقات، معاشرے میں اُن کی عزت ووقار، اولاد کی کفالت وتربیت اور ایک نئے تشکیل پانے والے خاندان کے مستقبل کے معاملات اِس نکاح سے وابستہ ہیں، اور اصول یہ ہے کہ کسی فیصلے سے جتنے لوگ بھی متاثر ہوتے ہوں، فیصلہ کرتے وقت اُن سب کے مفادات کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔(بینات، صفر ۱۴۲۱ھ۔ص ۱۰)

نکاح کے نتیجے کے طور پر شوہر کے ماں باپ وغیرہ بیوی کے لیے اور بیوی کے ماں باپ، شوہر کے لیے کیا اجنبی ہی رہتے ہیں؟ خود اسلام نے بھی زوجین میں سے ہر ایک کے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ) اور فروع (بیٹا بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ) کو دوسرے کے لیے اصول وفروع شمار کیے ہیں، اور اِسی لیے اُن سے نکاح حرام قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں ایک دوسرے کے خاندان کا فرد بن جاتے ہیں۔ تو کیا لڑکا اور لڑکی نکاح کے ذریعے سے جس شخص کو اپنے خاندان کی فردیت دِلا رہے ہیں، اُس شخص کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنے کا خاندان کے بڑوں کو حق نہ ہونا چاہیے؟ آج کل نوجوانوں میں یہ خیال عام ہوتا جا رہا ہے کہ، نکاح دو شخصیتوں کا ذاتی معاملہ ہے اُس میں بڑوں کو سر مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سوچ چاہے ہمارے معاشرے کے لیے نئی سمجھی جائے، لیکن مغربی ممالک میں یہ سوچ بہت پہلے عام ہو چکی

Scanned by CamScanner

ہے،اور وہاں کے بڑوں نے نوجوانوں کے اِس خیال کے سامنے ہتھیار ڈال کر اُن کو اِس معاملے میں کھلی چھوٹ اور آزادی دے دی، اِس کا انجام کیا ہوا؟ اِس عنوان پر بحث کرتے ہوئے علامہ زاہد الراشدی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

ویسٹرن سویلائزیشن نے اِسی مقام پر دھوکا کھایا ہے کہ، مغربی دانش وروں نے فرد کی آزادی اور عورت کے حقوق کے پُرفریب عنوان کے ساتھ نکاح کو دو افراد کا معاملہ قرار دے کر اُس کے باقی لوازمات ونتائج کو نظر انداز کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مغربی معاشرہ خاندانی زندگی کے نظام اور رشتوں کے تقدُّس سے محروم ہو چکا ہے، اور مغرب کا فیملی سسٹم اَنارکی کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے، جس کا ذکر چوٹی کے مغربی دانش وروں کی زبانوں پر انتہائی حسرت کے انداز میں ہونے لگا ہے۔

اِس سلسلے میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی خاتونِ اول مس ہلیری، بل کلنٹن کے دورۂ پاکستان کے موقع پر شائع ہونے والی اِس خبر کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ:

امریکی خاتون اول مس ہلیری کلنٹن اسلام آباد کالج فار گرلز کی اساتذہ اور طالبات کے ساتھ گھل مِل گئیں، اور اُن سے ایک گھنٹے سے زیادہ بے تکلفانہ گفتگو کی، ہلیری کلنٹن نے طالبات سے اُن کے مسائل دریافت کیے، طالبات نے دوستانہ انداز میں کلنٹن کی اہلیہ کو سب مسائل بتائے، فورتھ ایر کی طالبہ نائلہ خالد نے امریکی خاتونِ اول سے پوچھا کہ: امریکی طالبات کا بنیادی مسئلہ کیا ہے؟ اِس پر امریکہ کی خاتونِ اول نے کھل کر گفتگو شروع کی، اُنھوں نے کہا کہ: پاکستان کی طالبات کا مسئلہ تعلیم کی مناسب سہولیات کا فقدان ہے، تعلیمی اداروں میں فنڈز کی کمی کا مسئلہ ہے؛ مگر امریکہ میں ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے

Scanned by CamScanner

کہ وہاں بغیر شادی کے طالبات اور لڑکیاں حاملہ بن جاتی ہیں، اِس طرح بے چاری لڑکی ساری عمر بچے کو پالنے کی ذمّے داری نبھاتی ہے۔ ایک دوسری طالبہ وجیہہ جاوید نے کہا کہ: اِس مسئلے کا حل کیا ہے؟ اِس پر ہلیری کلنٹن نے کہا کہ: اِس مسئلے کا حل یہ ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیوں کو- خواہ عیسائی ہوں یا مسلمان- اپنے مذہب اور معاشرتی اَقدار سے بغاوت نہیں کرنی چاہیے، مذہبی وسماجی روایات اور اصولوں کے مطابق شادی کے بندھن میں بندھنا چاہیے، اپنی اور اپنے والدین کی عزت وآبرو اور سکون کو غارت نہیں کرنا چاہیے۔ مسز ہلیری کلنٹن نے کہا کہ: وہ اسلام اور عیسائیت کی شادی کے خلاف نہیں ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ: پاکستان میں مذہبی روایات کا احترام کرتے ہوئے شادی ہوتی ہے؛ اِس لیے یہاں لڑکیوں کے مسائل کم ہیں۔ (جنگ لاہور ۲۸؍مارچ ۹۵ء)

......یہ کوئی دانش مندی کی بات نہیں ہوگی کہ مغرب جس دَلدَل سے واپسی کے راستے تلاش کر رہا ہے، ہم آزادی اور حقوق کے نام نہاد مغربی فلسفے کی پیروی کے شوق میں قوم کو اُسی دَلدَل کی طرف دھکیلنا شروع کردیں۔ (بینات، صفر ۱۴۱۶ھ، ص ۱۰-۱۱)

حدیث میں نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ: نیک بخت ہے وہ جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔ ہمارے نوجوانوں نے شادی کے معاملے میں مذہب ومعاشرے کی دَخل اندازی ختم کرنے کے لیے نعرہ لگایا: کہ "شادی ہمارا ذاتی معاملہ ہے" ایسا کہنے سے پہلے مغربی تہذیب کے افسوسناک انجام کی طرف نظر کرلینی چاہیے۔

شریکِ حیات کے انتخاب کے لیے لَو (Love)، خفیہ تعلقات اور خفیہ خط وکتابت کا سہارا لینے کی اسلام کیوں کر اجازت دے سکتا ہے، جب کہ اجنبیہ کے ساتھ اِس

Scanned by CamScanner

نوع کے تعلقات کو زنا قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے: آنکھیں زنا کرتی ہیں اور اُن کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے، کان زنا کرتے ہیں اور اُن کا زنا نامحرم کی باتیں سننا ہے، زبان زنا کرتی ہے اور اُس کا زنا نامحرم سے باتیں کرنا ہے، ہاتھ زنا کرتے ہیں اور اُن کا زنا نامحرم کو چھونا ہے، پاؤں زنا کرتے ہیں اور اُن کا زنا نامحرم کی طرف چل کر جانا ہے۔ (مسلم شریف)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: جو شخص کسی عورت کے محاسن پر شہوت سے نظر ڈالے، تو اُس کی دونوں آنکھوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (الزواجر، حجاب، ص ۹۰)

ایک اَور حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ: خوب سمجھ لو! کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اُس شخص پر جو نامحرموں کو دیکھے، اور اُس پر بھی جو نامحرموں کے سامنے اپنی نمائش کرے۔ (مشکوٰۃ ص: ۲۷۰ـ حجاب ۹۲)

ایک اَور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ: کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے، تو وہاں اُن دونوں کے علاوہ تیسرا فرد شیطان بھی ہوتا ہے۔ (حجاب ۹۴)

حضورِ اکرم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: مَیں جب بلوغت کی حد کو پہنچا تو مَیں نے صبح حاضرِ خدمت ہو کر اِس کی اطلاع دی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اب تم گھر میں عورتوں کے پاس نہ جانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک اور پاکباز لڑکا کون ہوسکتا ہے؟ اور اَزواجِ مطہّرات دنیا کی مقدّس ترین اور افضل ترین عورتیں ہیں، اِس کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے خادمِ خاص پر پابندی عائد کر دی اور پردے کا حکم فرمایا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۴/۹۶)

حضرت داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ نے اپنے بیٹے حضرت

Scanned by CamScanner

سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: شیر اور سانپ کے پیچھے چلے جانا، نامحرم عورت کے پیچھے کبھی نہ جانا (کہ یہ فتنے میں ملوّث کرنے میں شیر اور سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے)۔

(احیاء العلوم، فتاویٰ رحیمیہ ۴/۹۷)

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ: زنا کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نامحرم کو دیکھنے اور حرص کرنے سے۔ اور حضرت فضیل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ابلیس کہتا ہے کہ: نظر (نامحرم کو دیکھنا) میرا وہ پرانا تیر ہے کہ میں کبھی اِس سے خطا نہیں کرتا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۴/۹۸)

والدین کی طرف سے اپنے لڑکوں لڑکیوں کو مذکورہ بالا آزادی دینا درحقیقت اُن کی زندگی کو بربادی کی طرف دھکیلنے کی اجازت کے مرادف ہے۔ عورت جب تک مَردوں سے چھپی ہوئی ہے تب تک اُس کا دِین محفوظ ہے؛ اِس لیے کہ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا سے پوچھا کہ: عورت کے لیے سب سے بڑی خوبی کی بات کیا ہے؟ عرض کیا: وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی اجنبی مرد اُس کو دیکھے۔ آپ ﷺ کو یہ جواب بہت پسند آیا، اور اُن کو اپنے سینے سے لگالیا، اور فرمایا کہ: اولاد ایک ایک سے ہے، (یعنی باپ کا اثر اولاد میں بھی آتا ہے)۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم دیواروں کے سوراخ اور شگاف بند کردیا کرتے تھے؛ تاکہ عورتیں مَردوں کو نہ جھانکیں۔ (بحوالہ مجالس الابرار، فتاویٰ رحیمیہ ۴/۱۰۰)

جو شخص اِس بات کی پرواہ نہ رکھتا ہو کہ اُس کے گھر کی عورتوں (بیوی، بیٹی، بہن وغیرہ) کے پاس کون آمد و رفت کرتا ہے؟ اُسے حدیث میں "دَیوث" کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تین انسان کبھی جنت میں نہیں جائیں گے: (۱) دیوث (۲) مَردوں جیسی شکل بنانے والی عورتیں، اور (۳) ہمیشہ شراب پینے والا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: دیوث کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جسے اِس بات کی پرواہ نہ ہو کہ اُس کے گھر کی

Scanned by CamScanner

عورتوں کے پاس کون آمد ورفت رکھتا ہے۔ (طبرانی، احکام پردہ، ص۲۱، ۲۲، فتاوی رحیمیہ ۴/۱۰۲)

منطقی اعتبار سے دیکھیں تو بھی پیار، محبت اور لَو (Love) کے ذریعے شریکِ حیات کا انتخاب ایک خطرناک قدم ہے؛ کیوں کہ کسی شخص کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ، انسان غصہ نفرت اور پیار ومحبت؛ دونوں طرح کے جذبات سے دُور رہ کر منصف مزاجی سے غور کرے، تو ہی صحیح فیصلہ کرسکتا ہے۔ پیار اور محبت میں پھنسنے کے بعد تو وہ اندھا بہرہ بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے: حبك الشيء يعمي ويصم (ترجمہ:) کسی چیز کی محبت تجھے اندھا بہرہ بنا دیتی ہے۔ (المقاصد الحسنۃ ۱۸۱)

عربی کا ایک شعر ہے:

عين الرضا عن كل عيب كليلة		وعين السخط تبدى المساويا

یعنی پیار کی نظر ہر عیب کو دیکھنے سے قاصر ہے، اور نفرت کی نگاہ (خیالی) برائیاں بھی ڈھونڈ نکالتی ہے۔

اِسی وجہ سے تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ: پیار والے نکاح عموماً ناکام ہوتے ہیں؛ کیوں کہ پیار اور محبت کے جوش میں سوچے سمجھے بغیر ہی شادی کرلی جاتی ہے، اور پھر جب حقیقت آشکارا ہوتی ہے تب آنکھیں کھلتی ہیں، اور ردِ عمل کے طور پر وہ پیار، مکمل نفرت میں تبدیل ہوجاتا ہے، اور اگر کوئی بڑا اِس جوڑے کو سمجھانے سنبھالنے والا نہ ہو تو آخر کار جدائی کی نوبت آجاتی ہے۔ لہٰذا نوجوان لڑکوں، لڑکیوں اور ماڈرن کہلوانے والے والدین کو بھی چاہیے کہ اِس خلافِ شرع وعقل طریقے کو چھوڑ دیں۔

البتہ اِتنا ضروری ہے کہ، رشتہ جوڑنے سے قبل لڑکے اور لڑکی کے متعلق مکمل تحقیق کرلی جائے، جس میں اُس کی عادات واخلاق، دین داری اور ساتھ ساتھ اُس میں کوئی

Scanned by CamScanner

جسمانی عیب ونقص تو نہیں، یہ دیکھ لیا جائے، اور ایک دوسرے کو دیکھ لیں (اِس طرح کہ صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوں) یہ بھی بہتر ہے؛ تاکہ بعد میں محض ناپسندیدگی کے باعث تفریق کی نوبت نہ آئے۔

سابق میں ہم جو بحث کر کے آئے ہیں اُس کا یہ مطلب ہرگز نہ نکالا جائے کہ عورت میں رنگ رُوپ، خوب صورتی اور خاندان بالکل نہ دیکھا جائے۔ اوپر کی بحث کا حاصل صرف اِتنا ہے کہ تمام اُمور کے مقابلے میں دین داری کو ترجیح دی جائے، اور باوجود اِس کے کہ کوئی عورت بے دین، بداخلاق ہو، محض اُس کی خوب صورتی کے پیشِ نظر اُس کا انتخاب نہ کیا جائے۔ باقی اِس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ، خوب صورتی اور خاندان بھی نکاح کے لیے انتخاب میں اہم رول ادا کرتے ہیں؛ بلکہ احادیث سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے؛ کیوں کہ جب تک شوہر اپنی بیوی سے مکمل طور پر سیراب نہ ہو، تب تک پاک دامنی، غضِ بصر اور پاکبازی (جو اہم مقاصد نکاح سے ہیں) حاصل نہ ہوگی۔ (تکملہ فتح الملہم ۱/۱۰۹)

دین داری دیکھ کر انکار کرنا

سوال: بسا اوقات یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ، کسی لڑکے نے کسی لڑکی کے یہاں پیغام بھیجا، لڑکا شرعی لباس پہنتا ہے، ڈاڑھی رکھتا ہے، تو لڑکی والے اُس شرعی لباس اور شرعی چہرے کو دیکھ کر منع کر دیتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکی دِین دار پردہ نشین ہو، تو لڑکا انکار کر دیتا ہے کہ، مجھے تو فیشنبل چاہیے، تو اِس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: لڑکے لڑکی کے انتخاب سے متعلق شریعت کے مقرّر کردہ معیار سے جوابات بالا میں مفصّل بحث کی جا چکی ہے۔ ایک مسلمان کی بہ حیثیت مسلمان ہونے کے یہ ذمّے داری ہے کہ، اُس کا برتاؤ شریعت کے مطابق ہی ہو، اور شریعت کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ہی شریکِ حیات کا انتخاب ہو؛ لیکن عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے میں دنیا کی ضرورت سے زیادہ محبت، مغربی تہذیب کی اندھی تقلید، نیز فیشن پرستی اور خود کو ماڈرن کہلوانے کے شوق میں لڑکے لڑکی کی دِین داری، اُن کا شرعی لباس اور چہرہ مہرہ ہی پسندیدگی میں رُکاوٹ بننے لگا، جو انتہائی افسوس ناک حقیقت ہے۔

آپ نے سوال میں جس حقیقت کا ذکر کیا ہے، یہ دراصل قدرت کا ایک اٹل قانون ہے، جس کا قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ میں ذکر فرمایا ہے: گندی عورتیں گندے مَردوں کے لائق ہوتی ہیں، اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں، اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔ (سورۂ نور آیت ۲۶)

Scanned by CamScanner

آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب رقم طراز ہیں:

اِس آیت میں اول تو عام ضابطہ یہ بتلا دیا کہ، اللہ تعالیٰ نے طبائع میں طبعی طور پر جوڑ رکھا ہے۔ گندی اور بدکار عورتیں بدکار مردوں کی طرف، اور گندے بدکار مرد گندی بدکار عورتوں کی طرف رغبت کیا کرتے ہیں۔ اِسی طرح پاک صاف عورتوں کی رغبت پاک صاف مَردوں کی طرف ہوتی ہے، اور پاک صاف مَردوں کی رغبت پاک صاف عورتوں کی طرف ہوا کرتی ہے۔ اور ہر ایک اپنی اپنی رغبت کے مطابق اپنا جوڑ تلاش کرتا ہے اور قدرتاً اُس کو وہی مل جاتا ہے۔ (معارف القرآن ٦/٣٨٣)

پیغام کون دے؟

سوال: اپنے یہاں اکثر لڑکی والے پیغام دینے کو برا سمجھتے ہیں، تو اسلام میں پیغام دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کیا لڑکی والے پیغام نہیں دے سکتے؟

الجواب: نسوانیت کے احترام، فطری حیا اور صنفی نزاکت کا اصل تقاضہ یہ ہے کہ نکاح کی پیش کش عورت کی یا اُس کے سرپرستوں کی طرف سے نہ ہو؛ بلکہ مرد کی جانب سے ہو؛ تا کہ وہ طالب اور پیش کش کرنے والا بنے اور عورت مطلوب؛ اِس لیے مناسب یہ ہے کہ پیغام مرد کی طرف سے جائے، اور وہ بھی براہِ راست عورت کے پاس نہیں؛ بلکہ اُس کے (اگر سرپرست اولیاء موجود ہیں تو) سرپرستوں کے پاس جائے، اور یہ (سرپرست) ذرا سی بے نیازی اور عزتِ نفس کا مظاہرہ کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے افضل الانبیاء اور سید البشر ہونے کے باوجود معدد ازواج مثلاً: حضرت عائشہؓ، اُمِ سلمہؓ اور حضرت اُمِ حبیبہؓ وغیرہ کو خود ہی پیغام بھیجا تھا۔

مگر بعض مخصوص موقعوں اور ضرورتوں پر عورت یا اُس کے سرپرستوں کی طرف سے بھی پیغام بھیجا جا سکتا ہے، اِس کی نظیریں بھی احادیث میں ملتی ہیں؛ بلکہ مشہور محدِّث امام بخاریؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''صحیح بخاری'' میں "باب عرض الإنسان بنته وأخته علىٰ أهل الخير'' کا عنوان یہی بتانے کے لیے قائم کیا ہے کہ، اہلِ خیر وصلاح مرد کو عورت یا اپنے سرپرستوں کی طرف سے بھی پیغام دیا جا سکتا ہے۔ اور اِس کے تحت حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ نقل کیا کہ: جب اُن کی صاحبزادی حضرت حفصہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بیوہ ہو گئیں اور اُن کے نکاح کی فکر ہوئی، تو پہلے اِنھوں نے از خود حضرت عثمانؓ سے

Scanned by CamScanner

شادی کی پیش کش کی، حضرت عثمان ﷜ نے چند روز کے بعد معذرت کر دی، پھر حضرت ابوبکر صدیق ﷜ سے کہا کہ: تم پسند کرو تو حفصہ کو اپنی زوجیت میں قبول کرلو، وہ بھی خاموش رہے؛ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ کے ارادۂ نکاح کا اُنھیں علم ہو چکا تھا۔ (بخاری ۲/۷۶۷)

اِس عنوان اور واقعے سے معلوم ہوا کہ، بہتر اور مناسب موقع کے لیے عورت یا اُس کے اولیاء خود بھی پیش کش کر سکتے اور پیغام دے سکتے ہیں؛ بلکہ ایسا کرنا بہتر ہے۔ امام بخاریؒ نے ایک اَور عنوان قائم کر کے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ، کسی صالح انسان کے سامنے لڑکی خود بھی اپنے نکاح کا پیغام دے سکتی ہے، اگر چہ اُس زمانے میں بھی عورت کی طرف سے پیغام دینا حیاء کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ (معاشرتی مسائل، ص:۷۲،۷۱)

لہٰذا لڑکی والوں کا یہ سمجھنا کہ ہم پیغام نہیں بھیج سکتے؛ غلط ہے؛ بلکہ اچھی جگہ ملتی ہو تو خود ہی پیش کش کر کے آگے بڑھنا چاہیے، اور اسلام اِس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ پیغام کے انتظار میں عمر بڑھ جائے اور زندگی بھر بے نکاح رہنے کی نوبت آئے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned by CamScanner

شادی میں ہونے والی برائیاں

سوال: (۱) جس لڑکے یا لڑکی کی شادی ہو، اُسے ایک ہفتہ یا چند روز قبل گھر ہی میں رکھا جاتا ہے، باہر نکلنے نہیں دیا جاتا، اِس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: (۱) یہ ایک رواج اور رسم ہے، شرع سے ثابت شدہ کوئی چیز نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے دو نکاح سفر کی حالت میں ہوئے ہیں: پہلا حضرت صفیہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا کے ساتھ، جو غزوۂ خیبر سے واپسی میں ہوا تھا۔ دوسرا حضرت میمونہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا کے ساتھ سفرِ عمرۃ القضا میں ہوا تھا۔ اگر نکاح سے آٹھ روز قبل سے گھر میں بیٹھنا کوئی شرعی چیز ہوتی تو حضور ﷺ ضرور اِس کا خیال رکھتے۔

پُرانے زمانے میں شادی سے دس بارہ روز قبل ہی لڑکی کو گھر کے ایک کونے میں چارپائی پر بٹھا دیا جاتا تھا، اور بٹنا وغیرہ کی مالش کی جاتی تھی، جسے ''مائیوں بٹھلانا'' اور ''مانجھے بٹھلانا'' کہا جاتا تھا، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بہشتی زیور کے چھٹے حصے میں ''شادی کی رسموں کے بیان'' میں اِس کی خرابیاں مفصل بیان فرمائی ہیں۔

سوال: (۲) دُلہن کو سنوارنے میں اب ہمارے یہاں اکثر و بیشتر بیوٹی پارلروں کی مدد لی جاتی ہے، جس میں مخصوص قِسم کی بالوں کی وَضع (Hair Style) بنائی جاتی ہے، اِس میں کچھ کچھ بال کاٹنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے، ساتھ ہی آئی برو (eyebrow) بھی کرایا جاتا ہے، اور اِس میں نیل پالش وغیرہ اشیاء بھی استعمال ہوتی ہیں، اور شادی کے دن دُلہن کو سنوار کر بٹھا دیا جاتا ہے جس میں نمازیں قضاء بھی ہوتی ہیں، علاوہ ازیں دُلہن کو خوشبو لگائی جاتی ہے، اِس کا کیا حکم ہے؟

Scanned by CamScanner

الجواب: (۲) دلہن کو سنوارنا ایک جائز عمل ہے؛ لیکن اس میں شریعت کی مقرر کردہ حدود کی پابندی ضروری ہے۔ دلہن کی ماں بہنیں حدودِ شرع میں رہ کر جائز طریقے سے سنواریں تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کے لیے بیوٹیشین کی خدمات حاصل کرنا جائز نہیں، اسلامی تعلیمات کی توہین کے مُرادِف ہے۔ بیوٹیشین اگر مرد ہے تو اس کا حکم تو بالکل ظاہر ہے، کہ لڑکی کا پورا بدن ستر ہے، سر سے لے کر پاؤں تک جسم کے ایک بال کے بہ قدر حصہ بھی اجنبی مرد کے سامنے کھولنا حرام ہے؛ بلکہ جو بال ٹوٹ کر کنگھی میں آجاتے ہیں، اور کٹے ہوئے ناخن بھی ایسی جگہ ڈالنا منع ہے جہاں نامحرم مرد کی نظر پڑے، ایسا کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ (بہشتی زیور ۲/۶۳) لہٰذا مرد بیوٹیشین کو تو سنوارنے کے لیے بلانا حرام ہے۔

اور اگر وہ بیوٹیشین عورت ہے، تو اتنا یاد رہے کہ غیر مسلم عورتوں سے بھی ویسا ہی پردہ کرنا ضروری ہے جیسا اجنبی مرد سے کرنا ضروری ہے، سر سے لے کر پاؤں تک جسم کا کوئی بھی حصہ جیسے پرائے مرد کے سامنے کھولنا حرام ہے، اسی طرح غیر مسلم عورت کے سامنے بھی کھولنا ناجائز اور گناہ ہے۔ (بہشتی زیور ۲/۶۴) لہٰذا بیوٹیشین عورت - جو غیر مسلم ہو- کو دلہن سنوارنے کے لیے لانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

اب رہ گئی بات بیوٹیشین خاتون کی جو مسلمان ہو، تو اگر وہ جائز طریقے سے آرائش کرتی ہے تو گنجائش ہے؛ ورنہ وہ بھی جائز نہیں۔ آپ نے سوال میں آرائش کے بعض طریقوں کا تذکرہ کیا ہے، اس پر بحث کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سب سے پہلی بات بالوں کی وَضع، جس کے لیے بالوں کو کاٹا جاتا ہے۔ تو یاد رہے کہ عورت کے لیے بال کا کاٹنا منع ہے، ''بہشتی زیور'' میں ہے کہ: عورت کو سر منڈانا، بال کتروانا حرام ہے، حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (۱۱/۱۱۶) اور بعض بعض جگہوں سے بال

کتروانا تو مرد کے لیے بھی جائز نہیں۔(۱۱/۱۱۶) تو پھر عورت کے لیے کیوں کر جائز ہوسکتا ہے جسے بالکل بال کاٹنے سے منع کیا گیا ہے؟۔

آئی برو (eyebrow) کرنے میں آنکھ کی بھنووں کے بال اُکھاڑ کر اُنھیں پتلا اور دھار دار بنایا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ایسی عورتوں پر جو یہ کام کریں اور کرائیں، لعنت آئی ہے۔(بخاری ۲/۸۷۹)

نیل پالش کے ذریعے ناخنوں کو لال کرنا بھی جائز نہیں؛ بلکہ اِس کی وجہ سے ناخنوں پر اُس پالش کی تہہ جم جاتی ہے، اور وُضو یا غسل میں جب ناخنوں پر پانی ڈالا جاتا ہے، تب نیل پالش کی وجہ سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچتا ہے، جس کی وجہ سے وُضو یا غسل صحیح ہی نہیں ہوتا اور نمازیں بھی نہیں ہوتی، عورت ناپاک کی ناپاک ہی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں نیل پالش میں ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے، اور وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا گندگی کا کام ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/۷۴،۷۵)

اللہ تعالیٰ نے عورت کے اعضاء میں قدرتی حُسن رکھا ہے، اُسے غیر قدرتی اشیاء کے ذریعے ختم کرنا کونسی دانش مندی ہے؟

لِپ اِسٹک کے ذریعہ ہونٹ سرخ کیے جاتے ہیں، بہت سے ماہرین نے تحقیق و ریسرچ کے بعد اعلان کیا ہے کہ: اِس میں خنزیر کی چربی ملائی جاتی ہے، اُن کے مطابق لپ اسٹک کی کوئی قسم اِس سے خالی نہیں، چاہے ولایتی ہو یا غیر ولایتی، خواہ معمولی ہو یا اعلیٰ ہو؛ ہر ایک کی صنعت میں خنزیر کی چربی استعمال ہوتی ہے۔(رضوان جنوری ۱۹۹۳ء ص:۵۸)

نیز اگر لِپ اِسٹک کو وُضو یا غسل کے وقت ہونٹوں سے نکالا نہ جائے تو وُضو اور غسل بھی درست نہیں ہوتا، عورت ناپاک ہی رہتی ہے۔(احسن الفتاویٰ ۲/۲۷) بلکہ نیل پالش دُور

کیے بغیر مُردے کو دیا ہوا غسل بھی صحیح نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ سے اُس پر پڑھی ہوئی نماز جنازہ بھی نہیں ہوتی۔ (احسن الفتاویٰ ج۴/ص۲۲۷)

اور اگر نماز جنازہ پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ اس مُردہ خاتون کی نیل پالش دُور کیے بغیر غسل دیا گیا ہے، تو اُس کے لیے اُس کی نماز جنازہ پڑھنا ہی جائز نہیں ہے۔

خوشبو لگانا بھی اِس لیے درست نہیں کہ دُلہن کو لگائی جانے والی خوشبو کی مہک اُس کے شوہر (دولہے) تک محدود نہیں رہتی؛ بلکہ اُس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی بہت سے نامحرم مرد اُسے لگائی ہوئی خوشبو سونگھ کر فرحت محسوس کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جو عورت خوشبو لگا کر مَردوں کے سامنے سے گزرتی ہے؛ تاکہ وہ فرحت محسوس کریں؛ وہ عورت زنا کار ہے، اور ہر وہ آنکھ جو اُسے دیکھے زنا کار ہے۔ (شامی ولیرہ، ج۲ ب ص:۸۵)

دلہن کو سنوار کر اِس طرح بٹھائے رکھنا کہ نمازیں قضاء ہو جائیں کبیرہ گناہ ہے۔ ''فضائلِ نماز'' کے دوسرے باب میں حضرت شیخ مولانا محمد زکریاؒ نے وہ تمام احادیث لکھی ہیں جن میں نماز کے ترک پر وعید آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ: نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ: بندے کو اور کفر کو ملانے والی چیز صرف نماز کو چھوڑنا ہے۔ (فضائل نماز ص:۲۰۷) ایک اَور حدیث میں ہے کہ: جان کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ (فضائل نماز ص:۲۰۸) ایک اَور حدیث میں ہے کہ: جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اُس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔ (فضائل نماز ص:۲۱۰)

سوال: (۳) ہمارے علاقے میں نکاح کے بعد دولہے کی ملاقات کی جاتی ہے، بہت سی جگہوں پر دولہا کھڑے ہو کر زور سے سلام کرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

الجواب: (۳) سنت یہ ہے کہ نکاح کے بعد دولہے کو دعا اور مبارک باد دی جائے، یہ بات آں حضور ﷺ سے مختلف الفاظ میں ثابت ہے۔ ایک انصاری صحابی ﷜ کا نکاح پڑھانے کے بعد آپ ﷺ نے اُنھیں اِن الفاظ میں دعا دی: على الألفة والخير والبركة والطير الميمون والسعة في الرزق. ترجمہ: (اللہ تعالیٰ اِس نکاح کو) باہمی جوڑ، بھلائی، برکت، خوش قسمتی اور بابرکت روزی والا بنائے۔ ایک اَور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: بارك الله لك وبارك عليك وجمع بينكما بالخير. (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں اُتارے اور تم دونوں میں خوب جوڑ پیدا کرے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ۹/۱۸۲۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ۲۰/۱۳۵)

اگر کوئی شخص دولہے کو دعا اور مبارک باد دینے کے لیے اُس سے مصافحہ کرے تو اِس کی گنجائش ہے؛ البتہ اُسے سنت نہ سمجھے۔

دولہے کا نکاح کے بعد کھڑے ہو کر سلام کرنا ثابت نہیں ہے، محض ایک رواج ہے جو قابلِ ترک ہے۔

سوال: (۴) شادی کے موقع پر رشتے داروں کا رُوٹھنا اور منانا ہوتا ہے، ناراض رشتے داروں کو منانے کے لیے جاتے ہیں اور اندرونی طور پر دشمنی رکھنے والے اَعزّہ بھی اِس موقع پر انتقام کا جذبہ رکھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب: (۴) اعزہ اقرباء میں کسی وجہ سے پہلے سے کبیدگی اور ناراضگی چلی آئی ہو، اِس صورت میں خاندان میں آئی ہوئی اِس شادی کی تقریب سے فائدہ اُٹھا کر اُس کبیدگی اور ناراضگی کو دُور کرنے کے لیے محنت اور کوشش کی جائے تو یہ شرعاً منع نہیں؛ بلکہ باہمی اِتحاد واتفاق ازروئے شرع لازم وضروری ہونے کی وجہ سے اُس کے لیے کی

Scanned by CamScanner

جانے والی محنت اور کوشش قابلِ تحسین وتعریف ہے؛ البتہ دل میں دشمنی رکھ کر ایسے موقع پر انتقام کا جذبہ رکھنا شرعاً گناہ اور قابلِ ترک ہے، کینہ رکھنے والے کے لیے حدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ لیلۃ القدر اور دیگر مبارک راتوں میں جب سب کی بخشش کردی جاتی ہے، تب بھی ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی عام بخشش سے محروم رکھا جاتا ہے۔

حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب ''فضائلِ رمضان'' میں تحریر فرماتے ہیں: آج جو لوگ دوسروں کا وقار گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں، تنہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ خود وہ اپنے وقار کو کتنا صدمہ پہنچا رہے ہیں؟ اور اپنی اِن ناپاک اور کمینہ حرکتوں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں کتنے ذلیل ہو رہے ہیں، اور پھر دنیا کی ذلت بدیہی۔ (ص:۴۲) بعض لوگ اِسی انتقامی جذبے کی وجہ سے ولیمہ وغیرہ کی دعوت میں بھی نہیں جاتے ہیں، اِسی وجہ سے حدیث میں دعوتِ ولیمہ میں جانے کی خوب تاکید آئی ہے، اِسی وجہ سے اکثر علماء ایسی دعوتِ ولیمہ میں حاضری کو واجب کہتے ہیں؛ البتہ اگر دعوت کی جگہ پر خلافِ شرع کام ہوتے ہوں (مثلاً موسیقی، ویڈیو اور بینڈ باجہ وغیرہ) تو وہاں نہ جائے۔ (فیض الباری وغیرہ)

سوال: (۵) نکاح کے بعد نسبتی بھائی اپنے بہنوئی کی چپل چھپاتا ہے اور اِس کے عوض پیسے مانگتا ہے، نیز مجلسِ نکاح میں نسبتی بھائی دودھ کولڈ رنک (Cold Drink) یا مٹھائی لاکر اپنے بہنوئی کو کھلاتا اور اُس کے عوض پیسے مانگتا ہے، ایسے پیسے لینے اور دینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: (۵) یہ دونوں اُمور رسمِ محض ہیں، جس سے بچنا چاہیے، دینے والے کی ناراضگی کے باوجود اُس سے پیسے نکلوانا شرعاً جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: کسی مسلمان کا مال اُس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔ (مشکوۃ)

Scanned by CamScanner

سوال: (۶) ہمارے یہاں نکاح کے بعد دولہا دلہن کے گھر جاتا ہے، جس میں اُس کے دوست بھی ہوتے ہیں، لڑکی والوں کے یہاں- جہاں خواتین کا بڑا مجمع ہوتا ہے- یہ لڑکے اور دوست جاتے ہیں، جہاں دُلہن فریق کی عورتیں دولہے کو سلامی دیتی ہیں؛ نیز اُس کے سر پر ہاتھ پھیر کر انگلیاں چٹخاتی ہیں، جسے محبت کی علامت یا فالِ نیک سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لڑکی کی سہیلیاں اور اُس کی دیگر رشتے دار عورتیں اپنے ہاتھوں سے لڑکے کو پیسے دیتی ہیں، جس میں دوسرے دوستوں کو ہنسی مذاق کا زرّیں موقع مل جاتا ہے، اِس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: (۶) دولہے کو ایسی جگہ بلانا جہاں نامحرم عورتوں کا مجمع ہو، بڑا گناہ اور بے حیائی ہے۔ اجنبی عورتوں کا اِس طرح مَردوں کے سامنے آنا شرعاً انتہائی خطرناک ہے، دولہے کے ساتھ اُس کے دوستوں کا جانا، اور دوسری جانب دلہن کی سہیلیوں کا ساتھ مل کر دولہے اور اُس کے دوستوں کے سامنے آنا عظیم فتنہ ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ لعنت کرے دیکھنے والے پر اور جسے دیکھا جائے اُس پر۔ (مشکوۃ ص: ۲۷۰)

حدیث شریف میں ہے: جو عورت گھر سے خوشبو لگا کر اِس طرح نکلے کہ اُس کی خوشبو کی مہک اجنبی مردوں تک پہنچے، تو وہ زانیہ ہے۔ حضرت تھانویؒ نے شادی وغیرہ تقریبات میں عورتوں کے جانے، نیز اُن کے اجتماع میں کتنے اور کیا کیا مفاسد اور گناہ ہیں، اِن کا مُفصّل تذکرہ ''بہشتی زیور'' میں کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو اختری بہشتی زیور ۶/۱۶)

ہمارے یہاں تو اُس کے مفاسد حضرت تھانویؒ کے ذکر کردہ مفاسد سے بہت زیادہ ہیں، آج کل کے جوان مردوں اور عورتوں نے شادی کو اپنا پیار پھیلانے، یا پیار کا نیا باب شروع کرنے، یا ناجائز تعلقات پیدا کرنے کا آسان وسیلہ بنالیا ہے، قوم کے بزرگوں، دانش مندوں اور علمائے کرام کو ساتھ مل کر شادی کے مواقع پر ہونے والی بے حیائیوں کو ختم

Scanned by CamScanner

کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے؛ ورنہ ڈر ہے کہ ایسی تقریبات آگے چل کر زنا کاری کے اُڈے نہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ملتِ اسلامیہ کی حفاظت فرمائے۔

لڑکی والی خواتین کا دولہے کی سلامی کے طور پر اُس کے سر پر انگلیاں چٹخانا ناجائز اور حرام ہے۔ اجنبی مرد کے جسم کو اِس طرح چھونا گناہ ہے، نیز اُسے محبت کی علامت یا شگون سمجھنا تعلیماتِ نبوی کی کھلی توہین ہے۔ حدیث میں ہے کہ بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (مشکوۃ)

سوال: (۷) لڑکی کی رخصتی کے وقت لڑکے والے فریق کی عورتیں، لڑکی والوں کے یہاں سے ایک آدھ برتن اُٹھالیتی ہیں اور اُسے اپنا ہنر سمجھتی ہیں، اور یہ رواج پابندی سے پورا کیا جاتا ہے، بعد میں برتن واپس کرنا نہ کرنا، دونوں طرح کا رواج ہے، اِس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: (۷) اِس طرح خفیہ طریقے سے لڑکی والوں کے یہاں سے برتن اُٹھالینا چوری کے حکم میں ہے، ابتداءً برتن بطورِ مذاق لیا گیا، لیکن بعد میں اگر واپس کردیا گیا، تب بھی ایسے اُٹھا کر لے جانے کے بعد جب گھر والے اپنا برتن نہیں دیکھیں گے تو وہ یہ سمجھ کر کہ ہمارا برتن چوری ہوگیا، پریشان ہوں گے۔ اور اِس طرح مسلمان کو تکلیف دینے کا گناہ عائد ہوگا، جس کی حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی لکڑی مذاقاً نہ اُٹھائے۔ (مشکوۃ: ۲۵۵) اِس حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ (حاشیہ مشکوۃ)

سوال: (۸) جب لڑکی کی رخصتی ہوتی ہے، تب وہ اپنے اعزہ اقرباء سے لپٹ کر روتی ہے، اِس موقع پر محرم، غیر محرم کا کوئی فرق ہی نہیں رہتا، اِس کی توضیح فرمائیے گا۔

الجواب: (۸) اِس طرح سب کے سامنے ہی لپٹ کر رونے سے جو بے

Scanned by CamScanner

پردگی ہوگی وہ ظاہر ہے، ساتھ ہی نامحرم سے اس طرح لپٹنا حرام ہے۔ غیر محرم (مثلاً چچا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائی وغیرہ) تو اجنبی مرد ہی کے حکم میں ہے، اُن سے لپٹ کر فعلِ حرام کا ارتکاب کرنا کتنا خطرناک ہے۔ اِس طرح لپٹنے میں اَور بھی بہت سے خطرات ہیں۔ جو حضرات حُرمتِ مُصاہَرت کے مسائل جانتے ہیں، اُنھیں اِن خطرات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ (اِس کے لیے ہمارا اشاعت نمبر: ۳۸ ضرور پڑھیں۔)

دوسرے اِس طرح لپٹ لپٹ کر رونے میں بسا اوقات محض دِکھاوا اور بناوٹ ہی ہوتی ہے۔ ممکن ہے بعض (مثلاً ماں باپ) کو جُدائی کا قلق ہو؛ مگر اکثر تو رسم ہی پورا کرنے کو روتی ہیں، کہ کوئی یوں کہے گا کہ: اِن پر لڑکی بھاری تھی، اُس کو دَفع کر کے خوش ہوئے، اور یہ جھوٹا رونا ناحق کا فریب ہے، جو کہ عقل اور شرع دونوں کے خلاف اور گناہ ہے۔ (بہشتی زیور ۶/۳۱)

سوال: (۹) شادی کے وقت بعض مسلمان خاندانوں میں لیموں، انڈے ناریل وغیرہ تین دن تک رکھے جاتے ہیں، اور چاروں جانب انڈے پھینکے جاتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ: اِس سے نظرِ بد نہیں لگتی۔

الجواب: (۹) یہ سب شگون اور ٹوٹکے ہیں، جو علاوہ خلافِ عقل ہونے کے شرک کی بات ہے۔ (بہشتی زیور ۶/۳۲)

سوال: (۱۰) لڑکے کے نکاح کے وقت ہاتھ میں پھول کی کلغی یا پھول کا ہار پہننا کیسا ہے؟

الجواب: (۱۰) نوشے کے سہرے اور گجرے وغیرہ اِصالۃً ہندوستان کے ہندؤں کی رسمیں ہیں، جو کہ بے علم اور بے عمل اور نومسلم خاندانوں میں باقی رہ گئی ہیں، اور

Scanned by CamScanner

اُن کی محبت سے دوسرے اِس قسم کے غیر پابند اور غیر محتاط مسلمانوں میں سرایت کرگئی ہیں؛ اِس لیے یہ واجب الترک ہیں۔ ہندوستانی علما وفقہا نے اِن کو تشبہ کی بنا پر منع فرمایا ہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا اشرف علی صاحب، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رَحِمَهُمُ اللّٰہ کی تحریرات میں اِن کی ممانعت موجود ہے۔ اِن سب کے اُستاذ الاساتذہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کے فتاویٰ میں بھی اِن کو منع کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۳۶۸)

سوال: (۱۱) مسجد میں نکاح بہتر ہے یا پنڈال میں؟

الجواب: (۱۱) نبی کریم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ: نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مسجد میں رکھو۔ (مشکوۃ ۲/۲۷۲) مسجد میں نکاح کرنے سے جگہ کی برکت حاصل ہوگی، اور وقت کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرنا مناسب ہے؛ تاکہ نور اور خوشی میں اِضافہ ہو۔ (حاشیہ مشکوۃ)

وقت کی برکت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ، مسجد میں رکھنے کے ساتھ ساتھ جمعہ کے دن رکھے؛ اِس لیے فقہا نے لکھا ہے کہ: مستحب ہے کہ نکاح جمعہ کے دن رکھا جائے۔ (درِ مختار شامی ۲/۲۸۴)

سوال: (۱۲) نکاح ورخصتی کے بعد لڑکی جب سسرال پہنچتی ہے تو سسرال والے عموماً لڑکے کی بہن یا چھوٹا بھائی گھر کا دروازہ بند کرتا ہے، اور پھر کسی چیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے، تو یہ رواج کیسا ہے؟

الجواب: (۱۲) یہ بھی ایک غیر اسلامی رواج ہونے کی وجہ سے چھوڑنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جب تک ہماری فیس یا جُرمانہ ادا نہ کرو تب تک ہم دلہن کو گھر میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ انعام کے لیے یہ بھی ایک نوع کی زبردستی ہے۔ (بہشتی زیور ۶/۳۳)

Scanned by CamScanner

شادی کے بعد کی پہلی رات

ضروری بات

شادی کے بعد پہلی رات انسان کی زندگی کے لیے ایک انوکھا موقع ہے، تنہائی میں اپنی دلہن کے ساتھ دو رکعت پڑھ کر محبت، خوشی، اولادِ صالح کے حصول اور فتنہ، طلاق وغیرہ سے حفاظت کی دعا مانگے، صحبت کرنے میں بالکل جلد بازی نہ کرے، جب ملاعبت کرنے کے بعد عورت پوری طرح آمادہ ہو جائے اِس کے بعد ہی صحبت شروع کرے؛ ورنہ عورت کو مکمل طور پر تسکین نہ ہوگی، اور عورت کے دل سے شوہر کی محبت کم ہو جائے گی۔

آج کل گھریلو جھگڑوں کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ، عورت کو جسمانی تسکین مکمل طور پر نہیں ہوتی، اور صحبت کی بہت زیادہ عادت بھی مضر ہے۔ اِتنا یاد رہے کہ مرد کی مثال راہ گیر کی سی ہے اور راستہ کبھی تھکتا نہیں ہے، چلنے والا تھک جاتا ہے؛ لہٰذا صحبت کے معاملے میں پہلے سے کنٹرول کے ساتھ چلیں۔ شادی سے قبل دو کتابیں ضرور پڑھ لیں:
(۱) تحفۃ النکاح (از: شیخ الحدیث مولانا ابراہیم کالیڑوی) (۲) آداب الجماع والمباشرۃ (از: مولانا مرغوب لاجپوری، ناشر جامعۃ القراءات کفلیتہ)۔

اِس کے عِلاوہ نوجوان حضرات اس رسالے میں شامل دیگر فتاویٰ بھی ضرور پڑھیں اور پڑھائیں۔ شادی سے قبل کسی ماہر عالم سے مل کر شادی کے بعد کی زندگی سے متعلق کھل کر مذاکرہ کرلیں، یہ بھی بہتر ہے۔

مفتی محمود صاحب باڑدولی

Scanned by CamScanner

سوال: (۱) شادی کے بعد دولہا دُلہن کی پہلی رات کے لیے کمرے کو زرق برق آراستہ کیا جاتا ہے، جس میں خصوصی پارٹیوں کو کنٹراکٹ دیا جاتا ہے، یا دوست یہ کام کردیتے ہیں، اور دیگر دوست رات کو دولہے کے پاس رُوم میں جاکر دروازہ کھٹکھٹا کر رقم یا مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں، اور جب تک نہ دے تب تک پریشان کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب: (۱) جائز حدود میں رہ کر کمرے کو سنوارنے کی تو اجازت ہے؛ لیکن نام ونمود کے لیے زرق برق کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ نیز فضول خرچی بھی ہے، ریا واسراف دونوں حرام ہیں۔

دولہے کے کمرے میں چلے جانے کے بعد مٹھائی کے مطالبے کے لیے دروازہ کھٹکھٹانا، اور مطالبہ پورا کرنے کے لیے پریشان کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ سنا ہے: مٹھائی کے لیے وصول کی جانے والی رقم بھی معمولی نہیں؛ بلکہ معتد بہ ہوتی ہے، جو دولہے کے لیے اقتصادی بوجھ بنتی ہے، اِس طرح لینا حرام ہے۔ حدیث میں نبی ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ: کسی مسلمان کا مال اُس کی دلی رَضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں، سنو ظلم نہ کرو۔ (مشکوۃ ۲۲۵)

سوال: (۲) بہت سی جگہوں پر خاص دوست شادی کی رات میں دولہا دُلہن کو دیکھنے کے لیے کمرے میں جاتے ہیں، چھپ کر یا دیگر تدابیر کے ذریعے رُوم میں جھانکتے ہیں، تو یہ دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب: (۲) یہ انتہائی درجے کا گناہ ہے اور قابلِ لعنت فعل ہے۔ کسی مسلمان مرد وعورت کے اعضائے مخصوصہ اور ستر کو اِس طرح جھانکنا اسلامی تعلیمات کی صاف خلاف ورزی ہے۔ عام حالات میں بھی جب کسی کے گھر جانا ہو تو بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کی قرآن شریف میں ممانعت آئی ہے۔ حدیثِ پاک میں نبی کریم ﷺ

Scanned by CamScanner

ارشاد فرماتے ہیں کہ: اجازت لینا اِس لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ، بے اجازت جانے سے غلط جگہ نگاہ نہ پڑے۔ ایک شخص نے اِس طرح نبی کریم ﷺ کے کمرے میں دروازے کی دراڑ میں سے دیکھنے کی کوشش کی، تو آپ ﷺ ہاتھ میں لوہے کی نوک دار چیز لے کر کھڑے ہوگئے کہ پھر سے اگر دیکھے تو اُس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ (بخاری شریف)

اِس طرح دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑنا بھی بہ وقتِ ضرورت شریعت نے جائز قرار دیا ہے، ایسے کام اسلام کے لیے دَھبے ہیں، اُنھیں پہلی فرصت میں چھوڑنا ضروری ہے، حدیث میں لعنت آئی ہے۔

سوال: (۳) شادی کی پہلی رات کے بعد صبح کو لڑکے کے دوست اور لڑکی کی سہیلیاں رات کی کارگزاری سننے کی مشتاق ہوتی ہیں، دونوں سے شب بیتی سنی جاتی ہے، تو دونوں سے اُن کی رات کی بات سننا اور سنانا کیسا ہے؟

الجواب: (۳) یہ انتہائی بے حیائی بھرا گناہ ہے، سنانے والا، سننے والا اور سننے کی خواہش رکھنے والا؛ سب سخت گنہ گار ہیں۔ حدیث میں حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت جس میں انسان خیانت کرے، یہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کی خفیہ بات لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ (ایک اَور روایت میں یہ الفاظ ہیں:) قِیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُرا وہ مرد (یا عورت) ہے جو اپنی بیوی (یا شوہر) کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد اُس راز کی بات کو لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ (مشکوۃ ج۲ ص۲۷۶) حیا اور شرم کے قاتل اِس رواج سے بچنا بہت ہی ضروری ہے۔

سوال: (۴) نئی نویلی آئی ہوئی دُلہن کے ساتھ دولہے والوں کو کیسے سلوک کرنا چاہیے؟ نیز شب زُفاف میں بیوی کو شوہر کے ساتھ اور شوہر کو بیوی کے ساتھ سب سے

Scanned by CamScanner

پہلے کیا سلوک کرنا چاہیے؟ اس کے متعلق سنت سے روشنی دیجیے گا۔

الجواب: (۴) حضرت فاطمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا کا جب نکاح ہوگیا اور رخصت کرنے کا وقت آیا، تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا کو حضرت اُمِ ایمن رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا۔ اِس کے بعد بہ نفسِ نفیس آں حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، اور حضرت فاطمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا سے کہا: تھوڑا پانی لاؤ، چناں چہ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے پیالہ اُن سے لے لیا اور ایک گھونٹ پانی دہنِ مبارک میں لے کر پیالے میں ڈال دیا، اور فرمایا: آگے آؤ، وہ سامنے آکر کھڑی ہوگئیں، تو آپ ﷺ نے اُن کے سینے اور سر پر وہ پانی چھڑکا، اور فرمایا: "اللّٰهم إني أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم" اور اِس کے بعد فرمایا: میری طرف پشت کرو، چناں چہ وہ پشت کر کے کھڑی ہوگئیں، تو آپ ﷺ نے باقی پانی بھی یہی دعا پڑھ کر پشت پر چھڑک دیا۔ اِس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب رُخ کر کے فرمایا: پانی لاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: مَیں سمجھ گیا جو آپ چاہتے ہیں، چناں چہ مَیں نے بھی پیالہ پانی کا بھر کر پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: آگے آؤ، مَیں آگے گیا، آپ ﷺ نے وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے سر اور سینے پر پانی کے چھینٹے دیے، پھر فرمایا: پشت پھیرو، مَیں پشت پھیر کر کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے پھر وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے مونڈھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیے، اِس کے بعد فرمایا: اب اپنی دُلہن کے پاس جاؤ۔ (حصنِ حصین ۱۶۴)

لڑکی کی رخصتی کے وقت ایسا کرنا بہتر ہے، داماد کو بھی بلا کر اِسی طرح کرے۔ (حصنِ حصین ۱۶۴)

Scanned by CamScanner

اُور ایک روایت میں ہے کہ: نکاح کے دن حضور ﷺ بعد عشاء حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے گھر تشریف لائے، اور برتن میں پانی لے کر اُس میں اپنا لعابِ مبارک ڈالا، اور قل اعوذ برب الفلق الخ اور قل اعوذ برب الناس الخ پڑھ کر دعا کی۔ پھر حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا کو آگے پیچھے حکم فرمایا کہ: اِس کو پئیں اور وضو کریں۔ پھر دونوں صاحبوں کے لیے طہارت اور آپس میں محبت رہنے کی اور اولاد میں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی، اور فرمایا: جاؤ! آرام کرو۔ اگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل کرنا بھی باعثِ برکت ہے۔ (اختری بہشتی زیور ۶/۴۳)

نئی دُلہن جب دولہے کے گھر پہنچے تب دولہے کے گھر جو عورتیں موجود ہوں وہ آنے والی دُلہن کو دعا دیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ: حضرت عائشہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ: جب میری والدہ مجھے حضور ﷺ کے گھر رخصت کر کے پہنچانے کے لیے آئیں، تب آپ ﷺ کے گھر کچھ انصاری عورتیں موجود تھیں، اُنھوں نے مجھے دعا دی: "على الخير والبركة وعلى خير طائر" (تمھاری اِزدواجی زندگی بھلائی، برکت اور خوش نصیبی والی بنے)۔

پھر جب دولہا پہلی بار اپنی دُلہن کے پاس پہنچے تب اُس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے: اللّٰهم إني أسئلك من خيرها وخير ما جبلتها عليه، وأعوذبك من شرها وشر ما جبلتها عليه: اے اللہ! مَیں تجھ سے اِس کی خیر و برکت کا اور اِس کی پیدائشی خصلت کی خیر و برکت کا جس پر تُو نے اِس کو پیدا کیا ہے، طلبگار ہوں۔ اور اِس کے شر سے اور اِس کی پیدائشی خصلت کے شر سے جس پر تُو نے اِس کو پیدا کیا ہے، پناہ مانگتا ہوں۔ (حصن حصین ۱۶۴)

جب ہم بستری کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: (یہ دعا ستر کھولنے سے پہلے پڑھ لی جائے)

بسم اللّٰہ، اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا : اللہ کے نام سے، اے اللہ! تُو ہم دونوں کو شیطان سے بچا، اور جو اولاد تُو ہم کو عطا فرمائے اُس کو بھی شیطان سے بچائیو۔ (حصن حصین ۱۶۵)

جب اِنزال ہو تو یہ دعا زبان کو حرکت دیے بغیر صرف دل سے پڑھے:

اللّٰھم لاتجعل للشیطان فیما رزقتنی نصیبا : اے اللہ! جو اولاد تُو مجھے عطا فرمائے اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ رکھیو۔ (حصن حصین ۱۶۵، ۱۶۶)

امام غزالیؒ نے ''اِحیاء العلوم'' میں صحبت کے بعض آداب تحریر فرمائے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) مستحب یہ ہے کہ بسم اللہ سے اِس عمل کی ابتدا کرے، پہلے سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے، پھر اللہ اکبر اور لا إلٰہ إلا اللہ پڑھ کر یہ دعا کرے: بسم اللہ العلي العظیم، اللّٰھم اجعلھا ذریۃ طیبۃ إن کنت قدرت أن تخرج ذلك من صلبي.

(۲) اِس کے بعد مذکورہ بالا سابقہ دعا پڑھے۔

(۳) صحبت کے وقت قبلے کی طرف سے رُخ پھیر لے، قبلے کی طرف رُخ کر کے صحبت نہ کرے۔

(۴) خود کو اور بیوی کو کپڑے سے ڈھانپ لے، بالکل ننگے بدن صحبت نہ کرے۔

(۵) صحبت سے پہلے محبت آمیز گفتگو کرے، اور بوسہ وغیرہ سے عورت کو بھی صحبت کے لیے تیار کرے۔ کسی سابقہ تیاری کے بغیر صحبت کرنے کو حدیث میں پسند نہیں کیا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner

(نوٹ: عصرِ حاضر میں سابقہ تیاری کے طور پر عورت مرد کا عضوِ مخصوص منہ میں لیتی ہے یا مرد عورت کو ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے، اسی طرح مرد عورت کی شرمگاہ کو چومتا چاٹتا ہے۔ یہ بڑی بے حیائی اور شرعی تعلیم سے بالکل بے جوڑ؛ بلکہ خلاف ہے۔ منہ اور زبان جیسے محترم اعضاء کے ذریعے شرمگاہ کو چاٹنا جانوروں اور اُن میں بھی کتے جیسے ذلیل جانور کا کام ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، ایسے کام سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے۔)

(٦) جب شوہر کو انزال ہو جائے تو فوراً ہی اپنا عضو نکال نہ لے؛ بلکہ ٹھہر جائے یہاں تک کہ بیوی کی ضرورت پوری ہو جائے (اُسے بھی انزال ہو جائے)؛ کیوں کہ کبھی عورت کو انزال دیر سے ہوتا ہے، اور اِس سے پہلے ہی شوہر کا اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر ہٹ جانا عورت کے لیے باعثِ رنج ہوتا ہے، اور بار بار ایسا ہونے سے عورت کی طبیعت میں شوہر کے لیے نفرت کے جذبات جنم لیتے ہیں۔

(٧) بعض علما نے قمری مہینے کی پہلی، آخری اور درمیانی تین راتوں میں صحبت کو پسند نہیں کیا ہے۔

(٨) جمعہ کی رات یا دن میں (نمازِ جمعہ سے پہلے) بعض علما نے صحبت کو مستحب لکھا ہے۔

(٩) چار راتوں کے بعد ایک رات صحبت کرنا عدل کا تقاضہ ہے۔

(١٠) اپنی یا عورت کی ضرورت کے حساب سے اِس مدّت میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ اِس کے ساتھ اِتنے وقفے سے صحبت کرتے رہنا واجب ہے جس میں اُس کی عِفّت و پارسائی محفوظ رہے۔

(١١) حیض (ماہواری خون) جاری ہو اُس وقت اُس کے ساتھ صحبت کرنا حرام

Scanned by CamScanner

ہے۔اِسی طرح نفاس (بچے کی پیدائش کے بعد آنے والے خون) کے دوران بھی صحبت کرنا حرام ہے، (ایسی حالت میں صحبت کرنے سے مُہلِک جلدی اَمراض میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ ہے)۔

(۱۲) پیچھے کے راستے میں ضرورت پوری کرنا (یعنی عورت سے لَواطت کرنا) بھی حرام ہے۔

(۱۳) حیض کی حالت میں اُس کے ساتھ ایک بستر پر سونے، اُس کے ہاتھ کا پکا ہوا یا تیار کیا ہوا کھانے پینے کی اجازت ہے، بوسے کی بھی اجازت ہے، صرف صحبت حرام ہے۔

(۱۴) ایک بار ہم بستری کر کے دوبارہ کرنی ہو تو مرد کو اپنا عضو دھو لینا؛ بلکہ وُضو کر لینا بہتر ہے۔

(۱۵) رات کے آخری حصے میں صحبت کرنا مفید ہے، شروع حصے میں صحبت کرنے کی صورت میں وُضو کر کے سوئے، بغیر وُضو اور غسل کے سونا مناسب نہیں، اگرچہ جائز ہے۔

(۱۶) جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنا، مُوئے زیرِ ناف لینا، یا سر کے بال کٹوانا مکروہ ہے۔ (اِحیاء العلوم ۲/ ۴۶، ۴۷)

پاکی ناپاکی اور زوجین سے متعلق مسائل باریکی سے جان لیں، یہ ہر مسلمان جوان مرد وعورت کا دینی فریضہ ہے، اِس معاملے میں شرم یا جھجک نہ رکھیں۔

دینی اُمور معلوم کرنے کے بارے میں شرم کرنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔ بعض نوجوان پہلی رات کو ایسے مَحو وغرق ہوجاتے ہیں کہ پوری رات جاگ کر گزار کر فجر کی نماز سے قبل سوجاتے ہیں، جس میں فجر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، یہ

Scanned by CamScanner

غلط ہے۔ جس ہم بستری کے نتیجے میں نماز قضا ہوئی ہو، اُس سے پیدا ہونے والی اولاد پر بُرے اثرات پڑتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ أعلم.

کتبہٗ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ ۶/ ۱۴۱۷ھ

ضروری بات

آج جب فلم، میڈیا اور تعلیمی نصاب کے ذریعہ جنسیات کی تعلیم دی جاتی ہے، اور اُس میں بہت سے غیر اسلامی طریقے ہیں ہی، تو ایسے وقت میں شریعت کی پاکیزہ روشنی میں ہم بستری سے لُطف اندوز ہونے کا صحیح طریقہ سیکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ہر ولی اِس بات کی فکر کرے کہ اُس کے بیٹے بیٹی کو اِس لائن کی رہنمائی ملے۔

مفتی محمود صاحب بارڈولی

Scanned by CamScanner

عصر حاضر کے فیشنی برقعے

سوال: آج کل جو خواتین پردہ نشین ہوتی ہیں اُن میں ایک فیشن چلی ہے، پردی پہنتی ہیں، جس میں ناک، آنکھ، آدھا چہرہ کھلا رہتا ہے، اور برقعہ پر انواع واقسام کے پھول ڈیزائن، دل والے نقش وغیرہ ہوتے ہیں۔ غرضیکہ جاذبِ نظر کپڑے اور ڈیزائن والے برقعے پہنتی ہیں، بعض خواتین فیشن والی ڈبل پردی رکھتی ہیں، جب باہر نکلتی ہیں تب ناک، آنکھ نظر آئے ایسی پردی (نوز پیس) پہن لیتی ہیں۔ غرضیکہ آج کل فیشن بہت ہی بڑھ گئی ہے، ہم نے سنا ہے کہ شرعاً یہ برقعے صحیح نہیں ہیں، تو پردہ کیسا ہونا چاہیے؟ اور اسلام میں پردے کی کیا حیثیت ہے؟ آپ شرعی انداز میں مفصّل ومدلّل باحوالہ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: عورت عربی لفظ ہے، جس کے معنیٰ ہیں چھپانے کی چیز۔ قدرت نے اُس کی تخلیق ہی اِس انداز سے کی ہے کہ اُسے مکمل چھپانے کی چیز کہنا چاہیے؛ اِسی لیے خالقِ کائنات نے سخت ضرورت کے بغیر اُس کا گھر سے باہر نکلنا مناسب نہیں سمجھا؛ تاکہ یہ گوہرِ آبدار ناپاک نظروں کی ہوس سے گندا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿وقرن في بیوتکن﴾ (الاحزاب، آیت ۳۳) ترجمہ: اور اپنے گھروں میں جم کر رہو، اور جاہلیتِ اُولیٰ کی طرح زیب وزینت کر کے نہ نکلو۔ ''جاہلیتِ اُولیٰ'' سے مراد اسلام سے پہلے کا دَور ہے جب عورتیں بازاروں میں کھلے عام اپنی نسوانیت کا مُظاہَرہ کرتی تھیں۔ جاہلیتِ اُولیٰ کا لفظ استعمال کر کے پیشین گوئی کی گئی کہ، انسانیت پر جاہلیت کا ایک اَور دَور آنے والا ہے جب خواتین اپنی فطری خصوصیات وامتیازات کے تقاضوں کو ماڈرن جاہلیت پر بھینٹ چڑھائیں گی۔

Scanned by CamScanner

قرآن ہی کی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی صنفِ نسواں کو مکمل چھپانے کی چیز بتایا ہے، بغیر ضرورت کے اُس کا باہر نکلنا ناجائز قرار دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ: عورت مکمل چھپانے کی چیز ہے؛ اِس لیے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اُس کی تاک میں رہتا ہے۔ (مشکوۃ ص:۲۶۹)

اور اگر بوجہِ ضرورت اُسے باہر نکلنا ہی پڑے، تو اُسے حکم دیا گیا کہ ایسی بڑی چادر اوڑھ کر نکلے جس کے ذریعے اُس کا پورا جسم سر سے لے کر پاؤں تک ڈھک جائے۔ سورۂ اَحزاب میں ہے: ﴿یأیها النبي قل لأزواجك﴾ الخ ترجَمہ: اے نبی! آپ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ: وہ جب باہر نکلیں تب اپنے اوپر بڑی چادریں ڈال لیں۔ (آیت ۶۹) مطلب یہ ہے کہ اُنھیں بڑی چادر لپیٹ کر باہر نکلنا چاہیے، اور چہرے پر چادر کا گھونگھٹ ڈالا ہوا ہو۔ بہرحال! حکمِ شرعی یہ ہے کہ حتی الامکان عورت گھر سے باہر نہ نکلے، اور اگر مجبوراً نکلنا ہی پڑے تو بڑی چادر میں اِس طرح لپٹ کر نکلے کہ پہچانی نہ جاسکے، اور اُس کے لباس کی زیب وزینت پر اجنبیوں کی نظر نہ پڑے۔

بڑی چادر اوڑھ کر نکلنے کی صورت میں اُس چادر کو بار بار سنبھالنا مشکل تھا، اِس کی تکمیل کے لیے شریف خاندانوں میں چادر کی جگہ برقعہ آیا۔ یہ مقصد ڈھیلے اور سادے برقعے کے ذریعے حاصل ہوتا تھا؛ لیکن شیطان نے اِس برقعہ کو فیشن اور شہوت کی بھٹی میں رنگ کر زینت ونمائش کا ذریعہ بنادیا۔ برقعہ کی ایجاد نسوانی زیبائش چھپانے کے لیے ہوئی تھی، اِسی میں ایسی ایسی تراش خراش، اور پرکشش ڈیزائنیں اور فیشن سمودی گئیں کہ، برقعہ خود زینت کا ایک جُزو اور ذریعہ بن گیا۔

اب بہت سی خواتین برقعہ خود کو چھپانے کے لیے نہیں؛ بلکہ مزید خوب صورت

Scanned by CamScanner

اور جاذب لگنے کے لیے پہننے لگی ہیں، اس سے زیادہ برقعہ کا غلط استعمال اور ناقدری کیا ہوگی؟ فطرت کا مسخ ہونا یعنی انسانیت کا پلٹ کر اسفلِ سافلین میں پہنچ جانا اِسی کا نام ہے۔ برقعہ کے ایک تاجر کے اشتہار کے یہ الفاظ پڑھیے:

''ہمارے یہاں سعودی نقاب، جھملے دار نقاب، شیروانی نقاب، عبایہ نقاب، دوپٹے دار نقاب، گول رومال نقاب، سہ گوشہ نقاب اور رومال نقاب کے علاوہ فینسی نقاب کے دوپٹے، چادریں، ڈھاٹا اور رنگین اِسکارف وغیرہ رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں''۔

ابتداء میں جب سہولت کی خاطر چادر کی جگہ برقعہ ایجاد ہوا، تب اُنھیں خواب وخیال بھی نہ ہوگا کہ ماڈرن جاہلیت میں برقعہ کو اِتنی نچلی سطح تک پہنچا دیا جائے گا۔ بعض برقعے تو اِتنے تنگ اور چُست بننے لگے ہیں کہ عورتوں کا پورا بدن اور اَعضاء کی ہیئت تک صاف نظر آتی ہے۔

آپ نے سوال میں برقعہ کے اوپر پہنی جانے والی جس پردی کا تذکرہ کیا ہے، جس میں آنکھیں، ناک، آدھے رُخسار کھلے رہتے ہیں، اُس میں سوال یہ ہوتا ہے کہ، جالی دار برقعہ چھوڑ کر پردی والا برقعہ کیوں اپنایا گیا جب کہ جالی دار برقعہ میں پورا چہرہ اور منھ چھپنے کے ساتھ راستہ دیکھنے میں بھی کوئی دِقّت نہیں تھی؟ اِس سوال کا جواب بھی صاف ہے کہ: جالی دار برقعہ میں وہ کشِش نہیں جو پردی والے برقعہ میں ہے۔ اب تو برقعہ کی ڈیزائن اور تراش خراش میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ شریعت کیا چاہتی اور کہتی ہے؟ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ فلم اور فیشن کیا سکھاتی ہے؟ لہٰذا جو خواتین برقعے پہن کر یہ سمجھتی ہوں کہ وہ قرآن وشریعت کے حکم پر عمل کر رہی ہیں، یہ محض نفس وشیطان کا فریب ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے کفّار ومشرکین کے بعض وہ اعمال جو بہ ظاہر نیکی

نظر آتے تھے، اُن کے متعلق فرمایا ہے: ﴿قل هل ننبئكم بالأخسرين أعمالا﴾
ترجمہ: آپ (اُن سے) کہیے کہ: کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارے میں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت (جو اعمالِ حسنہ میں کی تھی) سب گئی گزری ہوئی، اور وہ (بوجہ جہالت کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کررہے ہیں۔ (معارف القرآن ۵/۶۴۵)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اِس کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

اِس جگہ پہلی دو آیتیں اپنے مفہومِ عام کے اعتبار سے ہر اُس فرد یا جماعت کو شامل ہے جو کچھ اعمال کو نیک سمجھ کر اُس میں جدّ وجُہد اور محنت کرتے ہیں؛ مگر اللہ کے نزدیک اُن کی محنت برباد اور عمل ضائع ہے۔ (۵/۶۴۶)

اور اب تو کئی دنوں سے آپ کی مذکورہ در سوال پردی میں ایک ترقی یہ ہوئی ہے کہ، پورا برقعہ کالے رنگ کا ہوتا ہے اور پردی سفید رنگ کی ہوتی ہے؛ تاکہ کسی کی توجّہ نہ جاتی ہو تب بھی یہ منظر دیکھنے کے لیے وہ کھنچے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مسلمان بہن بیٹیوں کو عقلِ سلیم دے کہ، وہ ہوس خوروں کی اِن مکّاریوں اور حیلوں کو پہچان کر اپنی عِصمت وعزت اور شرم وحیا بچالیں۔ آمین۔ دشمنانِ اسلام ایک طویل عرصے تک حجاب، پردہ اور برقعہ کے خلاف تحریک چلاتے رہے، اِس کے باوجود جو مسلمان خواتین اِس سے متأثر نہ ہوئیں اور خود کو بے حجاب نہ کیا، ایسی خواتین کے لیے اب اِن دشمنوں نے یہ نیا حیلہ تیار کیا، جس میں برقعہ اُتار پھینکے بغیر ہی اُن کا مقصد حاصل ہوجائے، اور حکمِ الٰہی پر ظاہری عمل کے ساتھ اُس کا خون ہوتا رہے۔ اِس موقع پر فراستِ ایمانی، غیرت وحَمیّت سے کام لے کر اِن مَکّاریوں پر سے پردہ ہٹانے کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ أعلم.

Scanned by CamScanner

برقعہ پہننے کا شرعی حکم

سوال: آج کل جو برقعے پہنے جاتے ہیں اُن میں آنکھیہ پہنا جاتا ہے، اِس طرح کے برقعے میں سے آنکھیں اور ناک کی ہڈی بھی صاف نظر آنے لگی ہے؛ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ نیز بعض اوقات آنکھ کے اوپر کا حصہ پیشانی (بھنووں کا حصہ) اور آنکھ کے نیچے والا چہرے کا حصہ بھی نظر آنے لگتا ہے، تو کیا اِس طرح کے برقعے پہننا جائز ہے؟

الجواب: برقعہ پہننے کا مقصد یہ ہے کہ اُس کے ذریعے عورت اپنے بدن یا لباس کی آرائش مَردوں کی نگاہوں سے چھپائے؛ تاکہ اُس کی طرف کسی کا دھیان نہ جائے، یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اصل حکم تو یہ تھا کہ، عورت ایک موٹی اور انتہائی سادہ چادر کے ذریعے اپنے آپ کو چھپالے۔ صحابہ ؓ کے زمانے میں یہی طریقہ رائج تھا؛ البتہ چادر اوڑھنے میں خود اُس چادر کو سنبھالنا پڑتا تھا؛ لہٰذا یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے برقعے سِلے گئے؛ لیکن یہ مقصد مکمل طور پر تب ہی حاصل ہوگا جب کہ برقعہ بالکل سادہ اور زیب وزینت سے خالی ہو؛ ورنہ برقعہ کے ذریعہ زیب وزینت چھپانے کا جو مقصد تھا اُس کے برعکس برقعہ خود ہی سامانِ زینت بن جائے گا؛ اِسی لیے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ: کامدار برقعہ پہن کر نکلنا بھی جائز نہیں۔ (معارف القرآن ۶/۲۰۶، ۲۰۷)

جس زمانے میں سادہ موٹی چادر اوڑھ کر خواتین باہر نکلتی تھیں، تب راستہ دیکھنے کے لیے آنکھ کھلی رکھنے کی بھی اجازت تھی، پھر جب برقعے سِلے گئے تب راستہ دیکھنے کے لیے آنکھیں کھلی رکھنے کے بہ جائے برقعہ ہی میں آنکھ کی جگہ جالی لگادی گئی، اب آنکھ کھلی رکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب آج کل برقعہ میں سے جالی غائب ہوتی جارہی ہے، اور

آنکھیہ پہننے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، یہ بھی ایک شیطانی چال ہے؛ کیوں کہ ایسا برقعہ مَردوں کو مائل کرنے میں اچھا خاصا کردار ادا کر رہا ہے، بعض خواتین آنکھیہ کا بے جا فائدہ اُٹھاتے ہوئے آپ کے لکھنے کے مطابق چہرے کے دیگر حصے کو بھی کھلا رکھتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ طریقہ شریعت کے دیے ہوئے حکمِ حجاب کی غرض وغایت کے لیے مُضر ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔ بعض جاننے والوں سے سننے کے مطابق کسی فلم میں کسی اُداکارہ کا آنکھیہ پہننا اِس طریقے کی ترویج کا اصل سبب ہے، تو اُس کا ناجائز ہونا بدیہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ
نائب مفتی جامعہ ڈابھیل

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری
صدر مفتی جامعہ ڈابھیل

اِس کتاب میں

اصلاحِ معاشرہ کے متعلق مضامین کا عظیم ذخیرہ آپ کو ملے گا۔

(۱) نکاح یہ انسانی ضرورت کی تکمیل کا شرعی ذریعہ ہے، آج وہی نکاح کیسے کیسے گناہوں کا مجموعہ بن گیا ہے! افیا اسفی!۔

(۲) نکاح آج کے دور میں مالی قوت (MONEY POWAR) کی نمائش کا ذریعہ بن گیا ہے۔ آؤ مسلمانو! حضرت نبی کریم ﷺ کے پاکیزہ طریقے کے مطابق سادگی والے نکاح کرو۔

(۳) مسلمان یہ عزم کرے کہ، ہم حضور ﷺ کی اتباع میں سادگی والے نکاح کریں گے۔ مال داری - غریبی معیار نہیں ہے کہ، مال دار آدمی نکاح میں بہت خرچ کرے، اور غریب بھی چندہ اور سوال کے ذریعے مال حاصل کر کے نکاح میں کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کرے؛ بلکہ معیار بناؤ نبی کریم ﷺ کے طریقہ زندگی کو۔

(۴) ہم مال دار ہو یا غریب ہو، نکاح سادگی والا اتباع سنت کی نیت سے کریں گے۔ ان شاء اللہ، اسی پر اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماویں گے۔

(۵) شادی کے فضول اخراجات سے مال کو بچا کر دولہا دولہن کے مستقبل کی تعمیر کے لیے اُس کو استعمال کیا جاوے گا تو بہت خیر ہوگی۔

(۶) شادی میں پیسوں کو ضائع کرنے کے بہ جائے اُسی رقم سے دولہے دولہن کے لیے ذاتی مکان، حلال کاروبار، قرض کی ادائیگی، کسی غریب یتیم لڑکی لڑکے کے تعاون وغیرہ کے ذریعہ بڑا اجر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(محمود بارڈولی)

JAMIA DARUL EHSAN

Bardoli, Karod, Vlara, Songarh, Nawapur (Gujrat)

Scanned by CamScanner